

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ما كَانَ مُحَمَّدًا أَهْدِيَ حِبَّ الْكَوْكَبِ  
وَلَكِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ وَهُنَّا قَاتِلُوْنَ لِلنَّبِيِّ وَكَانُوا شَرِّيْعَةً عَلَيْنَا

# عقيدة ختم نبوت

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ  
إِنَّ الْحُكْمَ لِلّٰهِ إِنَّمَا يُنَزَّلُ بِرَبِّ الْعٰالَمِينَ



ارت: محمد اکرم اغفرلہ  
قاری

ناشر:

مدرسہ فیض القرآن اوڈھر دال ضلع چکوال

صفحہ نمبر	عنوانات
4	پیش لفظ
6	عقیدہ ختم نبوت
6	عقیدہ ختم نبوت
6	صفت خاتم الانبیاء ﷺ کی حقیقت و اہمیت
7	خاتم انبیاء کی نبوی تفسیر
9	قادیانیوں کے اس ترجیح کو باطل قرار دینے کی 2 وجہات میں
9	اجماع امت
13	صفت خاتم انبیاء
14	نبی اور رسول میں فرق
16	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم انبیاء ہونا آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے منافی نہیں
17	منصب نبوت اور فضیلت
19	آخری نبی اور آخری امت
20	نبوت کے مفہوم کی تحریف ظلمی اور بروزی نبوت کی ایجاد
23	وجی اور اہم اور کشف
24	وجی اور اہم میں فرق
26	انقلاب و جی نبوت
27	انگریز کا خود کاشتہ پودا

29	جوئے نبی سے مجنزہ طلب کرنا بھی کفر ہے
31	عقیدہ ختم نبوت اسلام امت کی نگاہ میں
35	مرزا یوں کے کفریہ عقائد:.....
40	عقیدہ جہاد کی بیان کتنی:
40	اسلام کا موقف:
41	حج:.....
42	مکہ مکرمہ اور قادیانی:
44	قادیانیوں کے نزدیک مرزا کو نہ ماننے والے کافر ہیں:
47	ضروریات دین کا انکار:
50	ختم نبوت کے عقیدے کا ایک خاص پہلو:.....
53	کفر کی تین قسمیں:.....
54	زندگی کا حکم:.....
55	قادیانی زندگی ہیں:.....
56	اہل قبلہ کون ہیں؟
58	قادیانی اور دوسرا سے کافروں میں فرق:.....
58	قادیانی عبادت گاہ:.....
59	مسلم قبرستان میں قادیانی مردوں کی تدفین کا حکم:.....
59	کفر کے دنیوی احکام
61	پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا:

63	حیات عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفع و نزول کا عقیدہ:
64	اسلامی عقیدہ کے اہم اجزاء
66	تحقیق ختم نبوت کی اہمیت
73	ختم نبوت کے پادر
73	سب سے پہلے مخالف ختم نبوت:.....
75	پہلے غازی ختم نبوت
75	پہلے شہید ختم نبوت:.....
76	سب سے پہلے اسیر ختم نبوت:.....
77	عہد نبوت میں ختم نبوت کی پہلی جنگ اور پہلے شکر کے سپہ سالار:
77	سب سے آخری خبر
78	سب سے پہلی بشارت
78	پہلا حسن اتفاق
78	سب سے پہلی غبی تصدیق
79	تحقیق ختم نبوت اور نجات اخروی

## پیش لفظ

اَكْحَمُدُ اللَّهُ وَحْدَهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ لَا يَرَى بَعْدَهُ  
وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا يَرَى بَعْدِيٍّ وَلَا  
أُمَّةً بَعْدَ كُمْ... لَا أُمَّةً بَعْدَ أُمَّتِي

ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدى ولا نبى۔ (ترمذى)

الله رب العزت نے سلسلہ نبوت کی ابتداء سیدنا آدم علیہ السلام سے فرمائی اور اس کی انتہا محمد عربی ﷺ کی ذات اقدس پر فرمائی۔ آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہو گئی۔ آپ ﷺ آخر الانبیاء ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی نہ بنایا جائے گا۔ اس عقیدہ کو شریعت کی اصطلاح میں عقیدہ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت ختم نبوت کا عقیدہ ان اجمائی عقائد میں سے ہے۔ جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار کئے گئے ہیں۔ اور عہد نبوت سے لے کر اس وقت تک ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ بلا کسی تاویل اور تخصیص کے خاتم النبیین ﷺ میں۔

رسول اللہ ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا غاتم النبیین ہونا اور آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا آخری پیغمبر ہونا، آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے بعد کسی نبی کا دنیا میں مبعوث نہ ہونا اور ہر مدعا نبوت کا کاذب و کافر ہونا ایسا مسئلہ ہے جس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لے کر آج تک ہر دور کے مسلمانوں کا اجماع واتفاق رہا ہے

اس لیے ضرورت نہ تھی کہ اس پر کوئی تفصیلی بحث کی جائے، لیکن قادیانی فرقہ نے اس مسئلہ میں مسلمانوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لئے برازور لگایا ہے۔ انہوں نے سینکڑوں چھوٹی بڑی تباہی میں شائع کر کے کم علم لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس لئے اس پر فتن دوڑیں ہمیں اپنے ایمان کے تحفظ کے لئے نہایت بیداری کا ثبوت دینے کی ضرورت ہے۔ ختم نبوت کا عقیدہ ایمان ہے تو اس کا انکار کفر ہے۔ اپنے ایمان کو قادیانی اثرات سے بچائیے، اپنے گرد و پیش اور ماحول پر نظر رکھنے کہیں کوئی قادیانی ہمارے ایمان پر حملہ آور تو نہیں۔

محمد اکرم

مدرس! مدرسہ فیض القرآن اودھ رووال

صلح چکوال۔

## عقیدہ ختم نبوت

### عقیدہ ختم نبوت:.....

عقیدہ ختم نبوت دین اسلام میں ایک اساسی جیشیت رکھتا ہے، جس پر ایمان لانا بصدق دل و جاں ہر مسلمان پر ضروری ہے، لیکن اس کرہ ارض پر ان گنت ایسے لوگ بھی پیدا ہوتے کہ جنہوں نے اسلام کی متعین بنیادوں کو خام کرنے اور اپنے مذموم مقاصد کو حقیقت کا جامہ پہنانے کے لئے انکار ختم نبوت کا سہارا لیا۔

عقیدہ ختم نبوت ہر مسلمان کیلئے ایک بنیادی جیشیت رکھتا ہے اس لیے اس اہم عقیدہ کو مشکوک یا تبدیل کرنے والا ہم مسلمانوں کا دشمن ہی نہیں بلکہ ہمارے ایمان کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ مرتضیٰ غلام احمد قادری اور اس کے ہمنا قادیانی اس دور میں ہمارے ایمان کیلئے خطرناک اور مہلک دشمن ہیں۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے انسان کی دینی و اخروی ہدایت و رہنمائی کیلئے حضرات انبیاء علیہم السلام کو وقفًا و فرقًا اقوام عالم کی طرف بھیجا۔ ہر نبی نے اپنی اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اپنی رسالت کا پیغام دیا۔ تاو قریبہ یہ مبارک سلسلہ خاتم الانبیاء ﷺ کی بعثت پر ممکن ہوا۔ حضور ﷺ کے تمام فضائل و کمالات ختم نبوت کے اقرار میں منحصر ہیں اس لئے ختم نبوت کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

### صفت خاتم الانبیاء ﷺ کی حقیقت و اہمیت:.....

**مَا كَانَ فِيْ مُحَمَّدٍ أَبَدًا أَحَدٌ مِّنْ رِجَالِكُمْ وَلِكُنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ**

### الغَيْبِينَ ط

”محمد ﷺ باب نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر۔“

یعنی آنحضرت ﷺ جن کی آمد کی اطلاع حضرت مسیح نے دی تھی وہ آپکے اور آکر نبوت پر مہر کر دی۔ اب آپ ﷺ کے بعد دنیا میں کوئی ایسی ہستی نہیں ہو گی۔ جس کو نبوت کے خطاب سے نوازا جائے اور انہیاء کرام کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔ قرآن کا یہ طریق بیان نبوت کے سلسلہ کی ان کڑیوں کا اجمالی نقش تھا کہ جو حضرت آدم صفحی اللہ سے شروع ہو کر حضرت محمد ﷺ پر ختم ہو گیا۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ اسی آیت کی تفسیر کے تحت لکھتے ہیں کہ: ”اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول اکرم ﷺ نے حدیث متواتر کے ذریعہ خبر دی کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آتے گا۔ تاکہ لوگوں کو معلوم رہے کہ آپ ﷺ کے بعد جس نے بھی اس مقام (یعنی نبوت) کا دعویٰ کیا۔ وہ بہت جھوٹا۔ بہت بڑا افترا پرداز۔ بڑا ہی مکار اور فربی۔ خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہو گا۔ اگرچہ وہ خوارق عادات اور شعبدہ بازی دھکائے اور مختلف قسم کے جادو اور ظلماتی کر شموں کا مظاہرہ کرے۔“ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۹۲)

قرآن کریم میں سات گھنٹے خاتم کا الفاظ استعمال ہوا ہے۔

(۱).....”خَتَّمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ۔“ (بقرہ: ۷)

”مہر کر دی اللہ نے ان کے دلوں پر۔“

(۲).....”خَتَّمَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ۔“ (انعام: ۳۶)

”مہر کر دی تمہارے دلوں پر۔“

(۳).....”خَتَمَ عَلَى سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ“ (جاشیہ: ۲۳)

”مہر کردی ان کے کان پر اور دل پر۔“

(۴).....”الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ“ (یسین: ۶۵)

”آج ہم مہر لگادیں گے ان کے منہ پر۔“

(۵).....”فَإِنْ يَشَاءُ اللَّهُ يَجْتِمِعُ عَلَى قَلْبِكَ“ (شوری: ۲۳)

”سو اگر اللہ چاہے مہر کر دے تیرے دل پر۔“

(۶).....”رَجِيعٍ هَجَتوْمٍ“ (مطفیں: ۲۵)

”مہر لگی ہوئی غاص شراب۔“

(۷).....”خِتْمَةٌ مِسْكٌ ط“ (مطفیں: ۲۶)

”جس کی مہر جمی ہے مشک پر۔“

ان ساتوں مقامات کے اول و آخر، سیاق و سابق کو دیکھ لیں ”ختم“ کے مادہ کا لفظ جہاں کہیں استعمال ہوا ہے۔ ان تمام مقامات پر قدر مشترک یہ ہے کہ کسی چیز کو ایسے طور پر بند کرنا۔ اس کی ایسی بندش کرنا کہ باہر سے کوئی چیز اس میں داخل نہ ہو سکے، اور اندر سے کوئی چیز اس سے باہر نہ کالی جبا سکے۔ وہاں پر ”ختم“ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ مثلاً پہلی آیت کو دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کے دلوں پر مہر کردی۔ کیا معنی؟ کہ کفر ان کے دلوں سے باہر نہیں بکھل سکتا اور باہر سے ایمان ان کے دلوں کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ فرمایا: ”ختم اللہ علی قوبہم“ اب زیر بحث آیت خاتم النبین کا اس قدر آنی تغیر کے اعتبار سے تجمہ کریں۔ تو اس کا معنی ہو گا کہ رحمت دو عالمیں کی آمد پر حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ پر ایسے طور پر بندش کر دی۔ یعنی بند کر دیا۔

اب غاتم انبیین کے یہ معنی ہوں گے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے سے، مسلمہ انبیاء علیہم السلام پر ایسی مہر لگادی گئی کہ اب آئندہ کوئی شخص نبوت میں داخل نہیں ہو سکتا اور ایک لاکھ چونیں ہزار انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جو داخل نبوت میں انبیں نبوت سے باہر نہیں نکلا جا سکتا، لیکن قادریانی اللہ تبارک و تعالیٰ کے بتلائے ہوئے اس ترجیح کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔

### خاتم انبیین کی نبوی تفسیر:.....

ترجمہ: ”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوتے۔“ (ترمذی ص ۲۰۹ ج ۲ ابواب المناقب)

”عن ثوبان رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ انه سيكون في امتى كذا بون ثلاثة يزعمون انه نبى وانا خاتم النبىين لا نبى بعدى“ (ابوداؤد ص ۱۲ ج ۲ مختطفه، ترمذی ص ۳۵ ج ۲)

ترجمہ: ”حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے۔ ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم انبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔“

اس حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے لفظ ”خاتم انبیین“ کی تفسیر ”لانیئی بعدی“ کے ساتھ خود فرمادی ہے۔

اب قادریانیوں کا ختم نبوت کے بارے میں کیا عقیدہ ہے۔ وہ ملاحظہ ہو: قادریانی کہتے ہیں کہ خاتم انبیین کے یہ معنی ہیں کہ ”نبیوں کی مہر“ یعنی پہلے اللہ

تبارک و تعالیٰ نبوت عطا فرماتے تھے اب آنحضرت صَلَّی اللہ علیہ وَاکَمْ وَسَلَّمَ کی پیروی  
سے نبوت ملے گی جو شخص رحمت دو عالم صَلَّی اللہ علیہ وَاکَمْ وَسَلَّمَ کی پیروی کرے گا، آپ  
صَلَّی اللہ علیہ وَاکَمْ وَسَلَّمَ اس پر مہر لگادیں گے تو وہ نبی بن جائے گا۔

(حقیقتہ الوجی ص ۹۷، عاشیہ ص ۲۸، خواں ص ۱۰۰ اور ۳۰ ج ۲۲)

اس کے جواب میں مولانا مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ نے کیا خوب چیلنج کیا  
ہے: اگر مرتضیٰ صاحب اور ان کی امت کوئی صداقت رکھتے ہیں تو لغت عربی اور  
قواعد عربی سے ثابت کریں کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ صَلَّی اللہ علیہ وَاکَمْ وَسَلَّمَ  
کی مہر سے انبیاء ہلتے ہیں یا خاتم النبیین کی اس تفسیر کو قرآن کی کسی آیت میں دکھلادیں  
یا کسی ضعیف سے ضعیف حدیث میں دکھلادیں کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ  
صَلَّی اللہ علیہ وَاکَمْ وَسَلَّمَ کی مہر سے انبیاء ہلتے ہیں یا کسی محاسبی یا تابعی کے قول میں  
دکھلادیں کہ خاتم النبیین کی یہ تفسیر کی بھی ہو میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ قادریانی اس  
بات کو ثابت نہیں کر سکتے اور اگر انہوں نے اسے ثابت کر دیا تو مجھ سے نقد انعام  
وصول کر سکتے ہیں۔ (ختم نبوت کامل)

قادیانیوں کے اس ترجیح کو باطل قرار دینے کی ۲ وجہات ہیں:

اول یہ ہے کہ یہ معنی عرب کے محاورات کے بالکل خلاف ہیں ورنہ لازم آئے  
گا کہ خاتم القوم اور آخر القوم کے بھی یہی معنی ہوں گے کہ اس مہر سے قوم بنتی ہے اور  
خاتم المهاجرین کے یہ معنی ہوں گے کہ اس کی مہر سے مهاجرین ہلتے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادریانی خود اپنی کتاب ازالۃ اوہام ص ۲۱۳ روحاںی خداں ص  
۳۲۳ ج ۳ پر خاتم النبیین کا معنی کو ختم کرنے والا کہا ہے۔

ختم نبوت کا معنی بہت وسیع ہے مختصر الفاظ میں اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سلسلہ نبوت کی ابتداء سیدنا آدم علیہ السلام سے فرمائی اور انتہاء بنی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرمائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ختم ہو گئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام الانبیاء ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو نبی نہیں بنایا جائے گا اس عقیدے کو شریعت کی اصطلاح میں عقیدہ ختم نبوت کہا جاتا عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت سے کون منکر ہو سکتا ہے، ایک وجہ تو یہ ہے کہ قرآن مجید کی ایک سو آیات کریمہ عقیدہ ختم نبوت کو واضح کرتی ہیں، دوسری وجہ یہ ہے کہ تقریباً دو سو احادیث سے یہ مسئلہ ثابت ہے اس مسئلہ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جانے تک قربان کر دیں۔

چنانچہ صفتِ خاتم الانبیاء ایک ایسی صفت ہے جو تمام کمالاتِ نبوت و رسالت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اعلیٰ فضیلت اور خصوصیت کو ظاہر کرتی ہے۔ یکونکہ عموماً ہر چیز میں تدریجی ترقی ہوتی ہے اور انتہاء پر پہنچ کر اس کی تکمیل ہوتی ہے۔ اور جو آخری تجیہ ہوتا ہے وہی اصل مقصود ہوتا ہے۔

انبیاء سالقین کے دین بھی اپنے اپنے وقت کے لحاظ سے ممکن تھے، کوئی ناقص نہ تھا۔ لیکن کمالِ مطلق اسی دینِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوا جو اولین و آخرین کے لئے جدت اور قیامت تک چلنے والا دین ہے۔

اس کے علاوہ ایک ایسی آیت بھی ملاحظہ ہو جو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کی ضرورت ہی کو اٹھا دے اور وہ ایسی فلاسفی بتا دے کہ جس پر یقین کر کے ہر مومن اطمینان حاصل کرے کہ اب آئندہ کسی کو نبوت حاصل نہ ہو گی اور نہ ہی اس کی کوئی ضرورت ہے۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيَتُ

لَكُمُ الْإِسْلَامُ دِيْنًا

”آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں نے

احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین۔“ (ماندہ: ۳۰)

اس ارشاد خداوندی نے بتایا کہ دین کے تمام عناصر مکمل اور پورے ہو چکے

ہیں۔ اب کسی کو پورا کرنے یا مکمل کرنے والے کی ضرورت نہیں۔ ظاہر ہے جب کسی

کے پورا کرنے یا مکمل کرنے کی ضرورت نہیں رہی تو یقیناً آج کے بعد کسی کو نبی

بنانے کی بھی کوئی حاجت نہیں۔ حضور ﷺ نے اپنے آخری زمانہ میں جھوٹے مدعی

نبوت اسود عنسی کے قتل کا حکم صادر فرمایا اس بات کی وضاحت کر دی تھی کہ شریعت

اسلامیہ میں جھوٹے مدعی نبوت اور اس کے پیروکار واجب القتل ہیں۔ حضور ﷺ کی

اس دنیا سے تشریف آوری کے بعد امت میں جس مسئلہ پر سب سے پہلا اجماع ہوا وہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان مسئلہ ختم نبوت پر تھا۔ خلیفہ اول وجانشیں رسول اکرم

ؐ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسلمہ کذاب کے جھوٹے دعویٰ نبوت کو

مسترد کرتے ہوئے جہاد کا اعلان کیا اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نہ

صرف اس کی تائید کی بلکہ عملی طور پر اس جہاد میں شرکت کی۔

### اجماع امت:.....

اجماع امت کے حوالہ سے ہم تاریخ اسلامی کا مطالعہ کرتے ہیں تو تمام اکابر

امت کی تصریح ملتی ہے کہ چودہ سو سالہ اسلامی دور میں کوئی دور ایسا نہیں گزار جس

میں اس بات پر علمائے امت کا اجماع نہ ہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص منصب

نبوت پر فائز نہیں ہو سکتا اور جو شخص آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

### صفت خاتم النبیین:.....

صفت خاتم النبیین کے اضافہ سے اس مضمون کی بھی اور زیادہ وضاحت اور مکمل ہوتی ہے کہ رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقطوع النسل کہنا چہالت ہے۔ جبکہ ساری امت کے باپ ہونے کی حیثیت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متصف ہیں ۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کے مردوں میں سے کسی کے بھی نسبی باپ نہیں، لیکن روحانی باپ سب کے ہیں ۔

اگرچہ نبی اولاد نزیرہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت و نبوت کے پیغام کو پھیلانے اور قائم رکھنے اور بڑھانے کے لئے نبی اولاد کی ضرورت نہیں، اس کے لئے روحانی اولاد ہی کام کیا کرتی ہے۔ اور چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول اللہ ! ہیں اور رسول امت کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری امت کے روحانی باپ ہونے کی حیثیت سے تم سب سے زیادہ کثیر الاولاد ہیں ۔

صفت خاتم النبیین نے یہ بھی بتا دیا کہ آخر خضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت اپنی اولاد روحانی یعنی پوری امت پر دوسرے تمام ائمیاء سے زائد ہو گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت تک پیش آنے والی ضرورتوں کو واضح کرنے کا پورا اہتمام فرمائیں گے۔ یہ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور کوئی وحی دنیا

میں آنے والی نہیں، بخلاف انبیاء سالقین کے کہ ان کو اس کی فکر نہ تھی۔ وہ جانتے تھے کہ جب قوم میں گمراہی پھیلے گی تو ہمارے بعد دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام آ کر اس کی اصلاح کر دیں گے۔ مگر غاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فکر لاحق تھی کہ قیامت تک امت کو جن حالات سے سابقہ پڑے گا ان سب حالات کے متعلق ہدایات امت کو دے کر جائیں، جس پر رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث شاہد ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جتنے لوگ قابل اقتداء آنے والے تھے اکثر ان کے نام لے کر بتلا دیا ہے۔ اسی طرح جتنے گمراہی کے علمبردار آئیں گے ان کے حالات اور پستے ایسے کھوکھو کر بتلا دیتے ہیں کہ ذرا غور کرنے والے کو کوئی اشتباہ باقی نہ رہ جائے۔ اسی لئے رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:.....

إِنَّمَا تَرْكُوكُمْ عَلَى شَرِيعَةٍ يَبِيِضَّ أَلَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ۔

”یعنی میں نے تم کو ایسے روشن راستے پر چھوڑا ہے جس میں رات دن برابر میں کسی وقت بھی گمراہی کا خطرہ نہیں۔“

اس حدیث مبارکہ میں یہ بات بھی قابل نظر ہے کہ اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بصفت رسول آیا ہے، اس کے لئے ظاہر مناسب یہ تھا کہ آگے ”غاتم الزسل“ یا ”غاتم المرسلین“ کا لفظ استعمال ہوتا۔ مگر قرآن حکیم نے اس کے بجائے ”غاتم النبین“ کا لفظ اختیار فرمایا۔

### نبی اور رسول میں فرق:.....

وجہ یہ ہے کہ جہور علماء کے نزدیک نبی اور رسول میں ایک فرق ہے۔ وہ یہ کہ نبی تو ہر اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کو حق تعالیٰ اصلاحِ خلق کے لئے مخاطب

فرمائیں، اور اپنی وحی سے مشرف فرمائیں۔ خواہ اس کے لئے کوئی مستقل کتاب اور مستقل شریعت تجویز کریں یا پہلے ہی کسی نبی کی کتاب و شریعت کے تابع لوگوں کو ہدایت کرنے پر مامور ہو۔ جیسے حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب و شریعت کے تابع ہدایت کرنے پر مامور تھے۔

لفظ رسول خاص اس نبی کے لئے بولا جاتا ہے جس کو مستقل کتاب و شریعت دی گئی ہو۔ اسی طرح لفظ نبی کے مفہوم میں پہ نسبت لفظ رسول کے عموم زیادہ ہے تو آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انبیاء کے ختم کرنے والے اور سب سے آخر میں یہ خواہ وہ صاحب شریعت نبی ہوں یا صرف پہلے نبی کے تابع۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی بختی قمیں اللہ کے نزدیک ہو سکتی ہیں وہ سب آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ختم ہو گئیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہو گا۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا: .....

”یعنی یہ آیت نص صریح ہے اس عقیدہ کے لئے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد کوئی نبی نہیں، اور جب نبی ہی نہیں تو بدرجہ اولیٰ رسول بھی نہیں۔ یہونکہ لفظ نبی عام اور لفظ رسول خاص ہے اور یہ وہ عقیدہ ہے جس پر احادیث متواترہ شاہد ہیں، جو صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم جمیع) کی ایک بڑی جماعت کی روایت سے ہم تک پہنچی ہیں۔“

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ إِذْنَ اللَّهِ نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ إِذْنَ اللَّهِ نَزَّلَ مِنْ قَبْلِ النَّاسِ: ۱۳۶**

ترجمہ: ”اے ایمان والو! ایمان لاو اللہ پر اور اس کے رسول محمد ﷺ پر اور اس کتاب پر جس کو اپنے رسول پر نازل کیا ہے اور ان کتابوں پر جوان سے پہلے

نازل کی گئیں۔“

نبوت: یہ آیت بڑی وضاحت سے ثابت کردی ہے کہ ہم کو صرف حضور علیہ السلام کی نبوت اور آپ ﷺ کی وحی اور آپ ﷺ سے پہلے انبیاء اور ان کی وجوہ پر ایمان لانے کا حکم ہے۔ اگر بالفرض حضور علیہ السلام کے بعد کوئی بھی نبوت سے مشرف کیا جاتا تو ضروری تھا کہ قرآن کریم اس کی نبوت اور وہی پر ایمان لانے کی بھی تاکید فرماتا۔ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا خاتم النبیین ہونا آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے منافی نہیں:

قرآن کریم کی متعدد آیات اور احادیث متواترہ سے یہ ثابت ہے کہ قیامت سے پہلے آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر دنیا میں تشریف لائیں گے اور دجال اعظم کو قتل کریں گے۔ اور اس وقت ہر گمراہی کو ختم کریں گے۔

مرزاً قادیانی نے عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان میں اٹھایا جانا اور پھر آخر زمانے میں تشریف لانا جو قرآن و سنت کی بے شمار نصوص سے ثابت ہیں، ان کا انکار کر کے خود مسح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور استدلال میں یہ پیش کیا کہ اگر حضرت عیسیٰ بن مریم نبی بنی اسرائیل کا پھر دنیا میں آتا تسلیم کیا جائے تو یہ آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے خاتم النبیین ہونے کے منافی ہو گا۔

جواب بالکل واضح ہے کہ خاتم النبیین اور آخر النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد کوئی شخص عہدہ نبوت پر فائز نہ ہو گا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے پہلے جس کو نبوت عطا ہو چکی ہے ان کی نبوت

سلب ہو جائے گی۔ یا ان میں سے کوئی اس عالم میں پھر نہیں آ سکتا۔ البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں اصلاح و تبلیغ کے لئے آئے گا وہ اپنے منصب نبوت پر قائم ہوتے ہوئے اس امت میں اصلاح کی خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات ہی کے تابع انجام دے گا۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ میں تصریح ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اسی آیت کی تفسیر میں فرمایا:.....

”رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے سے یہ مراد ہے کہ وصف نبوت آپ کے بعد متقطع ہو گیا۔ اب کسی کو یہ وصف اور منصب نہیں ملے گا۔ اس سے اس مسئلہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا جس پر امت کا اجماع ہے اور قرآن اس پر ناطق ہے اور احادیث رسول جو تقریباً درجہ قواتر کو پہنچی ہوئی ہیں، اس پر شاہد ہیں۔ وہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانے میں نازل ہوں گے کیونکہ ان کو نبوت اس دنیا میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے مل چکی تھی۔“

### منصب نبوت اور فضیلت:.....

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ! ﷺ نے فرمایا کہ مجھے چھ چیزوں میں انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام پر فضیلت دی گئی ہے:.....

- (۱): ..... مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے۔
- (۲): ..... رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی۔
- (۳): ..... مال غنیمت میرے لئے ملال کر دیا گیا ہے۔

(۲): ..... روئے زم) کو میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی چیز بنادیا گیا ہے۔

(۵): ..... مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔

(۴) اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔” (صحیح مسلم ص ۱۹۹ ج ۱) اس مضمون کی ایک حدیث صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مردی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزوں میں ایسی دیگری ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ اس کے آخر میں ہے:۔۔۔۔۔

”وَكَانَ النَّبِيُّ يَبْعَثُ إِلَى قَوْمٍ مَا هُوَ خَاصٌ بِهِ وَيَعْثِثُ إِلَى النَّاسِ عَامَةً۔ (مشکوٰۃ ص ۵۱۲)

ترجمہ: ”پہلے انیماء کو خاص ان کی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔“

منصب نبوت میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) تمام دوسراے انیماء علیہم السلام سے خاص امتیازی فضیلت رکھتے ہیں۔ صفت غاثم الانیماء ایک ایسی صفت ہے جو تمام کمالاتِ نبوت و رسالت میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اعلیٰ فضیلت اور خصوصیت کو ظاہر کرتی ہے۔

صحیح بخاری و مسلم وغیرہ میں تمام کتب حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت اسناد صحیح کے ساتھ آتی ہے کہ رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: .....

”میری مثال اور مجھ سے پہلے انیماء کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے ایک مکان بنایا ہوا اور اس کو خوب مضبوط اور مزین کیا ہو مگر اس کے ایک گوشے میں

دیوار کی ایک اینٹ کی جگہ غالی چھوڑ دی ہو تو لوگ اس کو دیکھنے کے لئے اس میں چلیں پھریں اور تعمیر کو پسند کریں مگر سب یہ نہیں کہ اس مکان بنا نے والے نے یہ اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی جس سے تعمیر بالکل ممکن ہو جاتی۔ رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (قصر نبوت کی) وہ آخری اینٹ میں ہوں، اور بعض الفاظ حدیث میں ہے کہ میں نے اس غالی جگہ کو پر کر کے قصر نبوت کو ممکن کر دیا۔“

اس تمثیل بلیغ کا حاصل یہ ہے کہ نبوت ایک عالی شان محل کی طرح ہے جس کے ارکان انبیاء علیہم الصلوٰۃ السلام ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے یہ محل بالکل تیار ہو چکا تھا اور اس میں صرف ایک اینٹ کے سوا کسی اور قسم کی گنجائش تعمیر میں باقی نہیں تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جگہ کو پر کر کے قصر نبوت کی تکمیل فرمادی۔ اب اس میں نہ کسی نبوت کی گنجائش ہے نہ رسالت کی۔ اگر نبوت یا رسالت کی کچھ اقسام مان لی جائیں تو اب ان میں سے کسی قسم کی گنجائش قصر نبوت میں نہیں ہے۔

### آخری نبی اور آخری امت:.....

جس طرح کل کائنات کے لئے اللہ تعالیٰ ”رب“ ہیں۔ اسی طرح کل کائنات کے لئے آنحضرت ﷺ ”نبی“ ہیں۔ یہ صرف اور صرف آپ ﷺ کا اعزاز و اختصار ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے لئے جن چھ خصوصیات کا ذکر فرمایا ان میں سے ایک یہ بھی ہے:.....

”أَرْسَلْتُ إِلَيْكُمْ كَافَّةً وَخَتَمْتُ بِنَبِيِّ الْنَّبِيِّوْنَ“

ترجمہ: ”میں تمام مخلوق کے لئے نبی بناؤ کر بھیجا گیا اور مجھ پر نبوت کا سلسلہ ختم

کر دیا گھیا۔” (مشکوٰۃ ص ۵۱۲ باب فضائل سید المرسلین مسلم ج ۱ ص ۱۹۹ کتاب المساجد) آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کی امت آخری امت ہے۔ آپ ﷺ کا قبلہ آخری قبلہ (بیت اللہ شریف) ہے۔ آپ ﷺ پر نازل شدہ کتاب آخری آسمانی کتاب ہے۔ یہ سب آپ ﷺ کی ذات کے ساتھ منصب ختم نبوت کے اختصار کے تقاضے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے پورے کر دیتے۔ چنانچہ قرآن مجید کو ذکر للعالمین اور بیت اللہ شریف کو حدی للعالمین کا اعزاز بھی آپ ﷺ کی ختم نبوت کے صدقے میں ملا۔ آپ ﷺ کی امت آخری امت قرار پائی۔ ارشاد نبوی ہے:

أَكَا أَخِرُ الْأَيَّامِ وَأَنْتُمْ أَخِرُ الْأُمَمِ۔ (ابن ماجہ)

”میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔“ (ابن ماجہ ص ۲۹۷)

حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”خاصص الکبریٰ“ میں آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہوتا۔ آپ ﷺ کی خصوصیت قرار دیا ہے۔ اسی طرح امام الحصر علامہ سید محمد اور شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:.....

ترجمہ: ”اور انہیاء میں آنحضرت ﷺ کا خاتم ہوتا۔ آپ ﷺ کے مخصوص فضائل و مکالات میں سے خود آپ ﷺ کا اپنا ذاتی کمال ہے۔“ (خاتم النبیین اردو ص ۱۸۷)

نبوت کے مفہوم کی تحریف کلی اور بروزی نبوت کی اسجاد:

مسند احمد اور ترمذی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:.....

”بیشک رسالت اور نبوت میرے بعد مقطع ہو چکی ہے، میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ بھی۔“

اس حدیث نے واضح کر دیا کہ غیر تشریعی نبوت بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد باقی نہیں۔ اور قلی بروزی تو نبوت کی کوئی قسم بھی نہیں نہ اسلام میں اس طرح کی کوئی چیز معروف ہے۔

مدعی نبوت نے دعویٰ نبوت کا راستہ ہموار کرنے کے لئے ایک نئی چال یہ چلی کہ نبوت کی ایک نئی قسم ایجاد کی، جس کا قرآن و سنت میں کوئی وجود و ثبوت نہیں اور پھر کہا کہ یہ قسم نبوت کی حکم قرآنی ختم نبوت کے منانی نہیں۔ غالباً اس کا یہ ہے کہ اس نے نبوت کے مفہوم میں وہ راستہ اختیار کیا جو ہندوؤں اور دوسری قوموں میں معروف ہے کہ ایک شخص کسی دوسرے کے جنم میں دوسرے کے روپ میں آسکتا ہے اور پھر یہ کہا کہ جو شخص رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکمل اتباع کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہم رنگ ہو گیا ہو اس کا آنا گویا خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا آنا ہے۔ وہ درحقیقت آپ ہی کا غل اور بروز ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے دعوے سے عقیدہ ختم نبوت متنازع نہیں ہوتا۔

مگر اول تو خود یہ نو ایجاد نبوت اسلام میں کہاں سے آئی، اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ اس کے علاوہ مسئلہ ختم نبوت پونکہ عقائد اسلامیہ کا ایک بنیادی عقیدہ ہے، اس لئے رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو مختلف عنوانات سے مختلف اوقات میں ایسا واضح کر دیا ہے کہ کسی تحریف کرنے والے کی تحریف چل نہیں سکتی۔

صحیح بخاری و مسلم اور مسند احمد وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:.....

”بني اسرائیل کی سیاست اور انظام خود انبياء علیهم الصلوٰۃ والسلام کے باقی میں تھا جب ایک نبی کی وفات ہو جاتی تو دوسرا نبی اس کے قائم مقام ہو جاتا تھا۔ اور میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ میرے خلیفہ ہوں گے جو بہت ہوں گے۔“

اس حدیث نے یہ واضح کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ خاتم النبین ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہو گا تو امت کی ہدایت کا انظام کیسے ہو گا؟

اس کے متعلق فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امت کی تعلیم و ہدایت کا انظام آپ کے خلفاء کے ذریعہ سے ہو گا۔ جو رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ ہونے کی حیثیت سے مقاصد نبوت کو پورا کریں گے۔ اگر طلبی بروزی کوئی نبوت کی قسم ہوتی یا غیر تشریعی نبوت باقی ہوتی تو ضروری تھا کہ یہاں اس کا ذکر کیا جاتا کہ اگرچہ عام نبوت ختم ہو چکی، مگر فلاں قسم کی نبوت باقی ہے جس سے اس عالم کا انظام ہو گا۔

اس حدیث میں صاف واضح الفاظ میں بتلا دیا کہ نبوت کی کوئی قسم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد باقی نہیں، اور ہدایت خلق کا کام جو پچھلی امتوں میں انبياء بنی اسرائیل سے لیا گیا تھا وہ اس امت میں آپ کے خلفاء سے لیا جائے گا۔

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث

مرفوع ہے: .....

”نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا جز مبشرات کے۔“

مند احمد وغیرہ میں حضرت صدیقہ عاتیہ رضی اللہ عنہا اور ام کرزک عبییہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: .....

”میرے بعد نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا بجز مبشرات کے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبشرات کیا چیز ہے؟ فرمایا سچے خواب جو مسلمان خود دیکھے یا اس کے متعلق کوئی دوسرا دیکھے۔“

اس حدیث نے کس قدر وضاحت سے بتلا دیا کہ نبوت کی کوئی قسم تشریعی یا غیر تشریعی اور بقول مرتضیٰ قادریانی ظلیٰ یا بروزی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد باقی نہیں۔ صرف مبشرات یعنی سچے خواب لوگوں کو آئیں گے جن سے کچھ معلومات ہو جائیں گی۔

”حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے آیت خاتم النبیین کے بارہ میں یہ تفیر نقل کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو محمد ﷺ پر ختم کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان رسولوں میں سے جو اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے آخری ٹھہرے۔“ کیا اس جیسی صراحتوں کے بعد بھی کسی شک یا تاویل کی گنجائش ہے؟ اور بروزی یا ظلیٰ کی تاویل چل سکتی ہے؟۔ (در منثور ص ۲۰۳ ج ۵)

صرف چند احادیث سے یہ بتلانا مقصود تھا کہ مرتضیٰ قادریانی نے جو بقاۃ نبوت کے لئے ظلیٰ اور بروزی کا عنوان امجاد کیا ہے۔ اول تو اسلام میں اس کی کوئی اصل و بنیاد نہیں، اور بالفرض ہوتی بھی تو ان احادیث مذکورہ نے واضح طور پر یہ بتلا دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کی کوئی قسم کسی طرح کی باقی نہیں ہے، الغرض ظلیٰ و بروزی خالص قادریانی ڈھکو سملہ ہے۔

### وَجِ الْهَامُ اَوْ كَشْفُهُ :.....

وَجِ الْهَامُ اَوْ كَشْفُهُ میں وَجِ الْكَلامُ الْهَامُ کو کہتے ہیں کہ جو اللہ کی طرف

سے بذریعہ فرشتہ بنی کو بھیجا ہو۔ اس کو وحی نبوت بھی کہتے ہیں جو انہیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے اور اگر بذریعہ القاء فی الْقَبْہ ہو تو اس کو وحی الہام کہتے ہیں (فرشتہ کا واسطہ ہونا ضروری نہیں ہے) جو اولیاء پر ہوتی ہے اور اگر بذریعہ خواب ہو تو اصطلاح شریعت میں اس کو رویائے صالحہ کہتے ہیں۔ جو عام مومنین اور صالحین کو ہوتا ہے۔ کشف اور الہام اور رویائے صالحہ پر لغتاً وی کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ قدر آن مجید میں آیا ہے: ”وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أُمِّ مُوسَىٰ“۔ مگر عرف شرع میں جب لفظ وحی کا بولا جاتا ہے تو اس سے وحی نبوت ہی مراد ہوتی ہے۔

کسی خیر اور اچھی بات کا بالاظر و فکر اور بلاکسی سبب ظاہری کے من جانب اللہ قلب میں القاء ہونے کا نام الہام ہے۔ جو علم بطریق حواس حاصل ہو وہ اور اک حسی ہے اور جو علم بغیر حس اور عقل۔ من جانب اللہ بلاکسی سبب کے دل میں ڈالا جائے وہ الہام ہے۔ الہام مخصوص موهبت ربی ہے اور فراتست ایمانی۔ جس کا حدیث میں ذکر آیا ہے۔ کشف اگرچہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے الہام سے عام ہے۔ لیکن کشف کا زیادہ تعلق امور حسیہ سے ہے اور الہام کا تعلق امور قلبیہ سے ہے۔ کشف عالم غیب کی کسی چیز سے پرده اٹھا کر دکھلا دینے کا نام کشف ہے۔

### وحی اور الہام میں فرق:.....

وحی نبوت قطبی ہوتی ہے اور معصوم عن الخطاۃ ہوتی ہے اور بنی پر اس کی تبلیغ فرض ہوتی ہے اور امت پر اس کا انتباہ لازم ہوتا ہے اور الہام قطبی ہوتا ہے اور معصوم عن الخطاۃ نہیں ہوتا۔ اولیاء معصوم نہیں۔ اسی وجہ سے اولیاء کا الہام دوسروں پر جلت نہیں اور نہ الہام سے کوئی حکم شرعی ثابت ہو سکتا ہے۔ حتیٰ کہ استحباب بھی الہام سے

ثابت نہیں ہو سکتا۔ نیز علم احکام شرعیہ بذریعہ وی انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے اور غیر انبیاء پر جو الہام ہوتا ہے۔ سو وہ از قسم بشارت یا از قسم تفہیم ہوتا ہے۔ احکام پر مشتمل نہیں ہوتا۔ عیسیے حضرت مریم علیہا السلام کو جو وی الہام ہوئی وہ از قسم بشارت تھی نہ کہ از قسم احکام اور بعض مرتبہ وی الہام کی حکم شرعی کی تفہیم اور افہام کے لئے ہوتی ہے۔ جو نسبت رویائے صالح کو الہام سے ہے۔ وہی نسبت الہام کو وی نبوت سے ہے۔ یعنی جس طرح رویائے صالح کو الہام سے درجہ میں کمتر ہے۔ اسی طرح الہام درجہ میں وی نبوت سے فروتنہ ہے اور جس طرح رویائے صالح میں ایک درجہ کا ابہام اور اخفاء ہوتا ہے اور الہام اس سے زیادہ واضح ہوتا ہے۔ اسی طرح الہام بھی باعتبار وی کے خنثی اور مبہم ہوتا ہے اور وی صاف اور واضح ہوتی ہے۔

علماء شریعت کی طرح تمام صوفیاء بھی اس پر متفق ہیں کہ نبوت و رسالت خاتم النبیین ﷺ پر ختم ہو گئی اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور حضور پر نور ﷺ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے۔ وہ مرتد اور دائرہ اسلام سے قلعًا خارج ہے۔ البتہ نبوت و رسالت کے کچھ کمالات اور اجزاء باقی ہیں کہ جو اولیاء امت کو عطا کئے جاتے ہیں۔ مثلاً کشف اور الہام اور رویائے صادقة (سچا خواب) اور کرمتیں۔ اس قسم کے کمالات نبوت کے اجزاء ہیں۔ وہ ہنوز باقی ہیں۔ لیکن ان کمالات کی وجہ سے کسی شخص پر نبی کا اطلاق کسی طرح جائز نہیں۔ اور نہ ان کے کشف اور الہام پر ایمان لانا واجب ہے۔ ایمان فقط کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر ہے۔ نبی کا تو خواب بھی وی ہے: ”رویَا الْأَنْبِيَاءُ وَحْيٌ“ (بخاری) مگر ولی کا خواب اور الہام شرعاً جحت نہیں۔ نبی کے خواب سے ایک معصوم کا ذبح کرنا اور قتل کرنا بھی جائز ہے۔ مگر ولی کے الہام سے قتل کا جواز تو درستار اس سے استحباب کا درجہ بھی ثابت نہیں ہوتا۔ غرض کسی

بھی بڑے سے بڑے بزرگ کا کشف والہام شرعی مسئلہ کے اثبات کے لئے کوئی مستقل دلیل نہیں ہے۔ اس کو اس طرح سمجھو کر اگر کسی شخص میں کچھ کمالات اور خصلتیں بادشاہ اور وزیر کی سی پائی جائیں تو اس بناء پر وہ شخص بادشاہ اور وزیر نہیں بن سکتا۔ اور اگر کوئی اس بناء پر بادشاہت اور وزارت کا دعویٰ کرے اور اپنے کو وزیر اور بادشاہ کہنے لگے تو فرما گرفتاری کے احکام جاری ہو جائیں گے۔ اس طرح اگر کسی شخص میں نبوت کے برائے نام کچھ کمالات پائے جائیں تو اس سے اس شخص کا منصب نبوت پر فائز ہونا لازم نہیں آتا بلکہ اگر کوئی شخص اپنے بنی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ مرتد اور اسلام کا باغی سمجھا جاتے گا۔

### القطارِ وجی نبوت: .....

حضور سرور کائنات ﷺ کے بعد وجی نبوت کا دروازہ بند ہو گیا۔ اس سلسلے میں اکابرین امت کی تصریحات ملاحظہ ہوں: .....

(۱) ..... حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت فرمایا: .....

ترجمہ: ”آج ہمارے پاس وجی نہیں ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی فرمان ہے۔“ (کنز العمال ص ۲۳۵ ج ۷ حدیث نمبر ۱۸۷۶۰)

(۲) ..... یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک طویل کلام کے ذیل میں فرمایا: .....

ترجمہ: ”اب وجی منقطع ہو چکی اور دین الہی تمام ہو چکا۔ کیا مسیری زندگی ہی میں اس کا نقصان شروع ہو جائے گا؟“ (رواه النسائی)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: .....

ترجمہ: ”حضور بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وحی مقطوع ہو چکی ہے۔“ (مواہب لدینہ ص ۲۵۹)

قادیانی گروہ کشف والہام اور وحی میں تحریف نہیں کرتے۔ بلکہ تلبیس کرتے ہیں کہ صرف کشف والہام۔ بلکہ وحی نبوت کو مرتضیٰ غلام احمد قادریانی کے لئے جباری مانتے ہیں۔

علامہ ابن حجر عسکری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فتاویٰ میں تحریر فرمایا ہے: .....

ترجمہ: ”اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی وحی کا معتقد ہو۔ وہ باجماع مسلمین کافر ہے۔“ (بحوالہ ختم نبوت ص ۳۲۲ از حضرت مفتی محمد شفیع)

انگریز کا خود کاشتہ پودا: .....

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لے کر آج تک امت مسلمہ کے سب طبقات کا اجماع اس عقیدہ پر رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی یا رسول نہیں ہو سکتا۔ جو دعویٰ کرے وہ کاذب، منکر قرآن اور کافر ہے۔

چنانچہ سب سے پہلے مسلمہ کذاب جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے آخری ایام میں جعلی نبوت کی چادر تان لی اور اپنے دام فریب میں بے شمار خلق خدا کو پھنسایا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھوٹے مدعا نبوت اور ان کے چیلوں کا قلع قمع کرنے کے لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سر کردگی میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایک لشکر جرار تشکیل دیا، جنہوں نے ان کے خلاف مجاہدانا اور سرفوشانہ جذبہ کے ساتھ میدان کا رزار گرم کیا اور ہمیشہ کے لئے ان کو

آغوشِ لحدِ سلا دیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اس اجتماعی اقام نے مسئلہ ختم نبوت میں کسی رخنه کو جگہ نہ پانے دی اور یہ عقیدہ بلا کسی تاویل و تخصیص کے آگے منتقل ہوتا رہا، لیکن اس کے بعد بھی کسی مدعیان نبوت نے انکار ختم نبوت کر کے جہنم کے لئے ایسندھ فراہم کیا، جن میں ایک کا نام مرزا غلام احمد قادری سر فہرست نظر آتا ہے۔

ہندوستان پر عرصہ دراز سے مسلط فرنگی حکومت اس بارے میں بڑی پریشان تھی کہ مسلمانوں کے ہذبہ جہاد کو کس طرح لکام دی جائے، کیونکہ وہ مسلمانوں کے ہذبہ جہاد کی ایک جملک ۷۱۸۵ء کی جنگ آزادی میں دیکھ پکے تھے، اب وہ اس انقلابی مذہبی ہذبہ کی ہندوستان سے ہمیشہ کے لئے بیچ کتی پر مجبور تھے۔

۷۱۸۵ء میں انگریزی مرزو بوم کو اپنے وفاداروں اور باغیوں کا بخوبی عسلم ہو چکا تھا، چونکہ اس معركہ میں مرزا غلام احمد کے والد مرزا غلام مرتفی نے انگریزوں کی دست بگری کو بھانپا تھا اور ان کی فراخدنی سے دھمگیری کی تھی تو اس لئے اپنے مذموم مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے انگریزوں نے قادیانی میں اپنے وفادار پر نظر امید جمائی اور صنیعی نبوت کا تاج مرزا غلام احمد کے سر پر رکھا۔

مرزانے انگریز کے قتل عاطفت کو اپنی جعلی نبوت کے پرچار کے لئے سالیہ رحمت زعم کیا اور حکومت وقت کے زیر سایہ پھولنا پھولنا شروع کیا، مرسزا کو چونکہ انگریزوں نے مسلمانوں کی قیادت کا ذبہ کے خواب دکھلارکھے تھے تو اس لئے اس پر ہر وقت تخت شاہی اور جاہ و حشم کے حصول کا سودا سوار رہتا تھا، یہ وقت تھا جب ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت تھی، اس لئے اگر کبھی مسلمان آزادی کی چیلگاری روشن کرتے بھی تو اس کو اپنے مقصد کے حصول میں سُنگ را سمجھ کر گل کرنے کی سعی

بلیغ کرتے پھر انگریز کا خود کاشتہ پودا آہستہ آہستہ اپنے گل اقتال کرنے لگا اور اپنی لذب بیانی اور الحادی تعبیرات سے امت کے افراد کو گھیرنے لگا، یوں امت مرحومہ کی وحدت کے عظیم قلعے میں بڑا شکاف پیدا ہوا تو قرآن و سنت کے علمبرداروں نے ان کی غلط تاویلات اور دیسہ کاریوں کا پردہ چاک کیا اور جدید نبیوں کی راہ ہموار کرنے والی الحادی تعبیرات کی خرمن پر بھلی بن کر گرے اور اس حقیقت کو روز روشن کی طرح واضح کیا کہ اب آفتاب رسالت کے بعد نوع انسانی کو کسی اور چرا غب نبوت کی چندال ضرورت نہیں، اس لئے کہ اب ہر ایک اسی کے بھر شریعت سے سیراب ہو گا اور ہر بھوکا اسی کے دستخوان سے شکم سیر ہو گا اور ہر غافق اسی کے حریم امن میں پناہ پائے گا۔ کوئی نہیں جس کا نام اس کے نام سے اوپر ہو سکے اور کوئی نہیں جو اس کے بعد اپنی طرف دعوت دینے کا حق رکھتا ہے۔ (نعمہ بالله من ذلک)

لکھتا ہوں خون دل سے یہ الفاظ احمدیں

بعد از رسول ہاشمی کوئی نبی نہیں

جھوٹے نبی سے محجزہ طلب کرنا بھی کفر ہے:.....

اسلام کی چودہ سو سال کی تاریخ گواہ ہے کہ باقی تمام فتنوں سے مباشہ، مجادله، مناظرہ و مقابلہ وغیرہ ہوتے۔ لیکن جھوٹے نبیوں سے تو گفتگو کی بھی شریعت نے اجازت نہیں دی۔

حضرت امام ابو حیینہ رحمہ اللہ کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ

کر دیا لوگوں نے اس کو پکڑ لیا اس جھوٹے نے لوگوں سے کہا:.....

”مجھے تھوڑی مہلت دو تاکہ میں تمہارے سامنے اپنی نبوت کی علامات

پیش کرسکوں۔“

لوگوں نے اس سے بیوت کی علامات طلب کرنے میں پچھاہٹ سے کام لیا  
بھی نے کہا:.....

چلواس کی دلیل سن لیتے ہیں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تک یہ بات پہنچی تو  
آپ نے فوراً فتویٰ دیا۔

”نهیں ایسا ہرگز نہیں کیا جا سکتا بیوت کا دعویٰ کرنے والے سے ثبوت کی  
علامات طلب کرنا بھی کفر ہے، یونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے  
فرمایا ہے کہ:

لَا إِنِّي بَعْدِي.

”میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

اور رسول عبادی میں کلمات کفر شمار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:.....

ترجمہ: ”اور ایسے ہی اگر کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا فارسی زبان میں کہے  
من پیغامبرم اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام لے جاتا ہوں تو کافر ہو جائے گا اور جب اس  
نے یہ بات کہی اور کسی شخص نے اس سے مجذہ طلب کیا تو بعض کے نزدیک یہ طالب  
معجزہ بھی کافر ہو جائے گا۔ لیکن متاخرین نے فرمایا ہے کہ اگر طالب معجزہ کی نیت طلب  
معجزہ سے محض اس کی روائی اور اٹھاہار عجز ہو تو کافر نہ ہو گا۔“ اور خلاصۃ القضاۃ جلد ۲  
صفحہ ۳۸۶ کتاب الفاظ الکفر فصل هانی میں امام عبدالرشید بخاری فرماتے ہیں کہ:

ترجمہ: ”اور اگر کسی شخص نے بیوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے اس سے  
معجزہ طلب کیا تو بعض فہما کے نزدیک یہ طالب معجزہ بھی مطلقاً کافر ہو جائے گا اور بعض  
نے یہ تفصیل فرمائی ہے کہ اگر اس نے اٹھاہار عجز و روائی کے لئے معجزہ طلب کیا تھا تو

یہ کافر نہ ہو گا۔“

چنانچہ امت کی چودہ سوال کی تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کسی اسلامی حکومت میں کسی شخص نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تو امت نے اس سے دلائل و محاذات مانگنے کی بجائے اس کے وجود سے ہی اللہ تعالیٰ کی دھرتی کو پاک کر دیا۔ ہمارے بر صغیر پاک و ہند میں انگریز نے مرا غلام احمد قادری کی بطور ”خود کا شہنشہ پودا“ آبیاری کی۔ مسلمان قوم مظلوم، مکوم، غلام تھی۔ لاپار امت کو قادریانی گروہ سے مناظرہ کی راہ اختیار کرنی پڑی۔ اللہ تعالیٰ نے دلائل و براہین، مقدمات و مناظروں، منبر و مغرب، عدالتوں و اسمبلی، مکتبہ المکرمہ و افریقہ تک جہاں بھی کسی فرم پر قادریانی کیس گیا۔ امت مسلمہ کو کامیابی نصیب ہوئی۔ یہ راستہ مجبوراً اختیار کرنا پڑا۔ ورنہ شرعاً جھوٹے مدعی نبوت اور پیروکاروں کا وہی علاج ہے جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد زرین میں مسلمہ کذاب کا یہاں کے میدان میں کیا تھا، اور یقین فرمائیے کہ جب بھی اس خطہ میں اسلام کی حکومت قائم ہوگی۔ سنت صدیق رضی اللہ عنہ دھراتی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ امت محمدیہ ﷺ کو توفیق نصیب فرمائے۔

### عقیدہ ختم نبوت اسلاف امت کی نگاہ میں:.....

اممہ سلف اور علمائے امت کے اقوال و تصریحات بھی اس معاملہ میں کشیر اور واضح ہیں۔

☆..... ان کشیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں اسی آیت ”مَا كَانَ حُكْمَنَا“ میں لکھا ہے: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احادیث متواترہ میں خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں تاکہ

لوگ سمجھ لیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو شخص اس مقام نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب، مفتری، دجال، گمراہ کرنے والا ہے۔ اگرچہ وہ کتنی ہی شعبدہ بازی کرے اور قسم کے جادو اور طسم اور نیر نگیاں دکھلائے کہ سب کے سب مجال اور گمراہی میں عقل والوں کے نزدیک۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسود غنی (مدعی نبوت) کے ہاتھ پر یمن میں اور مسیلمہ کذاب (مدعی نبوت) کے ہاتھ پر یمانہ میں اس طرح کے حالاتِ فاسدہ اور بیہودہ اقوال ظاہر کرتے جن کو دیکھ کر سن کر ہر عقل و فہم والے نے سمجھ لیا کہ یہ دونوں کاذب اور گمراہ ہیں۔ اللہ ان پر لعنت فرماتے، اسی طرح جو شخص بھی قیامت تک نبوت کا دعویٰ کرے وہ کاذب و کافر ہے یہاں تک کہ مدعاہن نبوت کا یہ سلسلہ مُسْتَحِیجِ دجال پر ختم ہو گا۔“

☆.....امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”الاقتصاد فی الاعتقاد“ میں آیت منکورہ کی تفسیر اور عقیدہ ختم نبوت کے متعلق یہ الفاظ لکھے ہیں :.....

☆.....”بیکث امت نے اس لفظ (یعنی غاتم انبیاءن اور لا بنی بصری) سے اور قرآن احوال سے باجماع یہی سمجھا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ابد تک نہ کوئی بنی ہو گا اور نہ کوئی رسول۔ اور یہ کہ نہ اس میں کوئی تاویل حصل سکتی ہے نہ تخصیص۔“

☆.....قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اپنی کتاب شفا میں بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو کافر اور کذاب اور رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کرنے والا اور آیت منکورہ کا منکر کہہ کر یہ الفاظ لکھے ہیں :.....

☆.....”امت نے اجماع کیا ہے کہ اس کلام کو اپنے ظاہر پر مجموع کیا جائے اور اس پر کہ اس آیت کا نفس مفہوم ہی مراد ہے۔ بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے اس

لئے ان تمام فرقوں کے کفر میں کوئی شک نہیں (جو کسی مدعاً نبوت کی پیروی کریں)  
 بلکہ ان کا کفر قطعی طور سے اجماع امت اور نقل یعنی کتاب و سنت سے ثابت ہے۔“

☆.....حضرت مولانا محمد ادريس کاندھلویؒ نے اپنی تصنیف ”مسک المختام فی ختم

نبوة سید الانامؒ“ میں تحریر فرمایا ہے کہ: ”امت محمدیہؒ میں سب سے پہلا اجماع جو  
ہوا۔ وہ اسی مسئلہ پر ہوا کہ مدعاً نبوت کو قتل کیا جائے۔“ (احسان ب قادر یادیت ج ۲ ص ۱۰)

میاں شاہ عبدالرحیم سہار پوریؒ کے پاس مزا کی کتاب پر تبصرہ کرنے  
کے لئے قادیانی وفد حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ سے پوچھتے ہو تو سن لو۔ یہ شخص  
تحوڑے دنوں میں ایسے دعوے کرے گا۔ جو نہ رکھے جائیں گے، نہ اٹھائے جائیں  
گے۔ قادیانی وفد یہ سن کر جزو بز ہونے لا کہ دیکھو علماء تو علماء۔ درویش کو بھی دوسرے  
لوگوں کا شہرت پانا گراں گزرتا ہے۔ میاں صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا مجھ سے پوچھا  
ہے تو جو مجھ میں آیا بتا دیا۔ ہم تو اس وقت زندہ نہ ہوں گے۔ تم آگے دیکھ لینا۔ (ماخوذ  
از ارشادات قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقدار راتے پوریؒ ص ۱۲۸)

اللہ رب العزت کی قدرت کے قربان جائیے کہ قادیانی فتنہ کے جنم لینے سے  
قبل دارالعلوم دیوبند کے مورث اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر بنکی رحمہ اللہ تعالیٰ پر  
بلطور کشف کے اللہ تعالیٰ نے منکشف فرمادیا تھا کہ ہندوستان میں ایک فتنہ برپا ہونے  
والا ہے۔ چنانچہ مکرمہ میں ایک دن ان کے ہاں مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ  
اللہ تعالیٰ تشریف لے گئے۔ تو آپ نے حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ  
سے فرمایا:.....

ترجمہ: ”ہندوستان میں عنقریب ایک فتنہ نمودار ہو گا۔ تم جلدی اپنے ٹلن میں  
واپس چلے جاؤ۔ اگر بالفرض تم ہندوستان میں غاموش بھی بیٹھے رہے۔ تو وہ فتنہ ترقی نہ

کرے گا اور ملک میں سکون ہو گا۔ میرے (پیر صاحب) نزدیک حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی فتنہ سے مراد فتنہ قادیانیت تھی۔” (ملفوظات طیبہ ص ۱۲۶، تاریخ مشائخ چشت ص ۱۳۳، ۱۳۷، بیس بڑے مسلمان ص ۹۸، مہر منیر ص ۱۲۹)

اس سے آئی بات پایہ ثبوت کو پہنچی ہے کہ مرزا قادیانی کے فتنہ انکار ختم نبوت سے قبل ہی حق تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کو فتنہ قادیانیت کے خلاف کام کرنے کے لئے متوجہ فرمادیا۔ اس پر حق تعالیٰ شانہ کا جتنا ٹکریہ ادا کیا جائے کم ہے کہ سب سے پہلے فتنہ قادیانیت کی تردیدی و تغیری مہم کے لئے حق تعالیٰ نے جس جماعت کا انتخاب کیا۔ وہ علمائے دیوبند کی جماعت تھی۔

قارئین کو یہ جان کر خوشی ہو گی کہ باشابطہ فتویٰ مرتب کر کے متعدد ہندوستان کے تمام سر کردہ جید علمائے کرام سے فتویٰ لینے کی سعادت بھی اللہ تعالیٰ نے دیوبند کو نصیب فرمائی۔ دارالعلوم دیوبند کے مدرس مولانا محمد سہول رحمہ اللہ علیہ نے ۱۴۱۲ھ کو فتویٰ مرتب کیا کہ:.....

(۱).....مرزا غلام احمد قادیانی مرتد، زندیق، ملحد اور کافر ہے۔

(۲).....یہ کہ اس کے ماننے والوں سے اسلامی معاملہ کرنا شرعاً ہرگز درست نہیں۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ مسرازیوں کو سلام نہ کریں۔ ان سے رشتہ ناتہ نہ کریں۔ ان کا ذیہ نہ کھائیں۔ جس طرح یہود، ہنود، نصاری سے اہل اسلام مذہب ایجادہ رہتے ہیں۔ اسی طرح مسرازیوں سے بھی ایجادہ رہیں۔ جس طرح بول و براز، سانپ اور بچپوں سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ مسرازیوں سے پرہیز کرنا شرعاً ضروری اور لازمی ہے۔

(۳).....مرزاویوں کے پیچے نماز پڑھنا ایسے ہے۔ جیسے یہود و نصاری اور

ہندو کے پیچے نماز پڑھنا۔

(۲).....مرزا آنی مسلمانوں کی مساجد میں نہیں آسکتے۔ مرزا یوں کو مسلمانوں کی مساجد میں عبادت کی اجازت دینا ایسے ہے۔ جیسے ہندوؤں کو مسجد میں پوجا پاٹ کی اجازت دینا۔

(۵).....مرزا غلام احمد قادریانی، قادریان (مشرقی پنجاب ہندوستان) کا رہائشی تھا۔ اس لئے اس کے پیر و کاروں کو ”قادریانی“ یا ”فرقة غلامیہ“ بلکہ جماعت شیطانیہ اپلیسیہ کہا جاتے۔ اس فتویٰ پر دخطل کرنے والوں میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی، حضرت مولانا مفتی محمد حسن، حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری، حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری، مولانا عبدالصیح، حضرت مفتی عنیز الرحمن دیوبندی، حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی، حضرت مولانا اعوز اعلیٰ دیوبندی، حضرت مولانا عییب الرحمن رجمہن اللہ تعالیٰ ایسے دیگر اکابر علمائے کرام شامل تھے جن کا تعلق دیوبند، سہارپور، دہلی، کلکتہ، ڈھاکہ، پشاور، رام پور، راولپنڈی، ہزارہ، مراد آباد، وزیر آباد، ملتان اور میانوالی وغیرہ سے تھا۔ آپ اس سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ کتنا وقوع اور جاندار فتویٰ تھا۔ آج سو سال کے بعد جبکہ قادریانیت کا کفر عیاں و عریاں ہے۔ باس ہمہ اس فتویٰ میں ذرہ برابر زیادتی کرنا ممکن نہیں۔ ان اکابر نے سوچ سمجھ کر اتنا جاندار فتویٰ مرتب کیا۔ اس میں تمام جزویات کو شامل کر کے اتنا جامع بنادیا کہ ایک صدی گزرنے کے باوجود اس کی آب و نتاب و جامیعت جوں کی توں باقی ہے۔

### مرزا یوں کے کفریہ عقائد:.....

مرزا یوں کا اور ان کے عقائد کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ بہت سے جدید

تعییم یافتہ حضرات اور بے خبر لوگ حتیٰ کہ بعض مرزاںی بھی اس بات سے لاعلم ہیں کہ مرزاںی معتقدات اور اسلامی عقائد میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور ان کے درمیان کوئی قدر مشترک نہیں۔

☆ مرزاںیوں کا خدا انسانی صفات سے متصف ہے جو روزہ بھی رکھتا ہے اور نماز بھی پڑھتا ہے، سوتا بھی ہے اور جا سکتا بھی ہے، غلطی بھی کرتا ہے اور نہیں بھی کرتا، لکھتا بھی ہے اور اپنے دخطل بھی کرتا ہے، صحبت (ہم بتری) بھی کرتا ہے اور اس کے نتیجے میں جتنا بھی ہے۔

☆ انبیاء و رسول قیامت تک دنیا میں آتے رہیں گے۔

☆ مرزا غلام احمد قادریانی اللہ کا نبی اور رسول ہے۔

☆ نہ صرف یہ بلکہ غلام احمد قادریانی سرورِ کائنات (فداء ابی و آمی) سمیت تمام انبیاء اور رسولوں سے افضل بھی ہے۔

☆ اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔

☆ وحی لانے والا فرشتہ وہی جبراں میں ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا کرتا تھا۔

☆ مرزاںیوں کا ایک مستقل دین اور ان کی ایک مستقل شریعت ہے جس کا دوسرے ادیان اور شریعتوں سے کوئی تسلیت نہیں اور وہ مرزاںیت ایک مستقل امت ہے۔ یعنی مرزا غلام احمد قادریانی کی امت ہے۔

☆ مرزاںیوں کا ایک الگ قرآن ہے جو مرتبہ و مقام میں قرآن حکیم ایسا ہی ہے اور اس کے بیس پارے میں اور یہ پارے اسی طرح آیات پر منقسم ہیں جس طرح قرآن مجید کے پارے اور اس قرآن کا نام ”كتاب میمن“ ہے۔

یہ ہے مرزائی عقیدہ اور قادریانی نبی کی وجی والہام مگر وہ کلام حق جسے الا الحق نے نبی برحق پر بذریعہ رسول امین نازل کیا وہ یوں ہے:.....

ترجمہ:.....”اللہ وہ ہے جس کے علاوہ کوئی معہود برحق نہیں وہ جو جی اور قسم ہے جو اونکھتا ہے اور نہ سوتا ہے۔“ (آیت الکریمی پارہ ۳)

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں فرماتے ہیں:

”نہ خدا سوتا ہے اور نہ ہی سونا اس کے لیے روا ہے۔

مرزا غلام احمد گوہر افغانی کرتے ہیں کہ:

ایک دفعہ میں نے کشف کی حالت میں خدا تعالیٰ کے سامنے بہت سے کافذات رکھے تاکہ وہ ان کی تصدیق کر دے اور ان پر اپنے دخالت ثبت کر دے۔ مطلب یہ تھا کہ یہ سب باتیں جن کے ہونے کے لیے میں نے ارادہ کیا ہے ہو جائیں۔

سو خدا تعالیٰ نے سرفی کی سیاہی سے دخالت کر دیئے اور قلم کی نوک پر جو سرفی زیادہ تھی اس کو جھاڑا اور معاً جھاڑنے کے اس سرفی کے قطرے میرے کپڑوں اور عبد اللہ (مرزا قادریانی کا ایک مرید) کے کپڑوں پر پڑے اور جب حالت کشف ختم ہوئی تو میں نے اپنے اور عبد اللہ کے کپڑوں کو سرفی کے قطروں سے تربہ تردیکھا اور کوئی چیز ایسی ہمارے پاس موجود نہ تھی جس سے اس سرفی کے گرنے کا کوئی احتمال ہوتا اور وہی سرفی تھی جو خدا تعالیٰ نے اپنے قلم سے جھاڑی تھی، اب تک بعض کپڑے میاں عبد اللہ کے پاس موجود ہیں جن پر وہ بہت سی سرفی پڑی تھی۔

دوسرا بندیا دی عقیدہ جو مسلمانوں سے انہیں نمایاں طور پر الگ آمت قرار دیتا ہے، وہ عقیدہ ختم نبوت ہے۔ مرزائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبوت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم نہیں ہوئی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جباری ہے۔.....(نعمہ

باللہ)..... مرزا غلام احمد کے پیٹھے اور خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین کی کتاب حقیقتہ النبوہ کا خاص موضوع اور مدعایہ ہی ہے کہ مرزا غلام احمد اسی طرح اور اسی معنی میں بنی تھے جس طرح کے اور جن معنوں میں انبیاء سابقین مثلاً حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہم السلام بنی تھے اور جس طرح ہر بنی کا مذکور کافر ہوتا ہے۔ اسی طرح مرزا غلام احمد کی نبوت کا انکار کرنے والے اور ان کو نہ ماننے والے بھی کافر ہیں۔ (حقیقتہ النبوہ)

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ محمد اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے آخری بنی اور رسول ہیں اور ان کے بعد کوئی بنی نہیں۔ رسالتیں ان پر ختم ہو گئیں وہی ان پر مقتطع ہو گئی، ان کی کتاب آخری کتاب، ان کی امت آخری امت اور ان کا دین آخری دین ہے اور جو کوئی بھی آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ لذاب اور مفتری ہو گا۔

اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ دین اسلام ایک کامل اور مکمل ضابطہ حیات ہے اور قرآن پاک اس ضابطہ حیات اور دین کا کامل مجموعہ ہے اور جس طرح اسلام کے بعد کسی اور دین کی ضرورت باقی نہیں رہتی اسی طرح قرآن مجید کے بعد کسی اور کتاب کی حاجت نہیں۔ یہ وہ آخری کتاب ہدایت ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے آسمانوں سے بنی نوع انسان کے لیے نازل کی ہے۔

اس کے بعد مرا زائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ غلام احمد پر اسی طرح کتاب نازل ہوئی جس طرح اولو العزم رسولوں پر نازل ہوتی رہی بلکہ جو کچھ غلام قادریانی پر نازل ہوا وہ اکشندر انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) پر نازل شدہ کتب اور صحیفوں سے زیادہ ہے اور ساقھہ ہی وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کتاب کی تلاوت اسی طرح ضروری ہے جیسے پہلے آسمانی کتابوں کی تلاوت لازمی اور ضروری تھی اور جس طرح کہ تمام سماوی کتب کے مخصوص نام ہیں۔ مثلاً تورات، زبور، بخیل اور قرآن، اسی طرح غلام قادریانی پر اترنے

والی کتاب کا بھی ایک مخصوص نام ہے اور وہ ہے ”کتاب میں“ اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ قرآن قادریانی، قرآن مجید کی طرح ہی آیات پر مشتمل ہے اور اس کے نیس پارے یا اجزاء یہیں۔

خود مرزا قادریانی اپنی وحی کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے:  
”اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو میں جزو سے کم نہیں ہو گا۔“

اور اسی بناء پر مرزا تیار یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ ان کا ایک الگ اور مستقل دین ہے اور ان کی شریعت، شریعت مستقلہ ہے۔ نیز غلام احمد کے ساتھی صحابہ کی مانند ہیں اور اس کی امت ایک نئی امت ہے۔

مالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت آخری امت ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

لَا يَنِي بَعْدِي وَلَا أُمَّةٌ بَعْدَ كُمْ۔ (مسند احمد)

”میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی نئی امت نہیں۔“

اور فرمایا:

”میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔“ (ابن ماجہ ص ۲۹۷)

پس ہر احمدی کو جس نے احمدیت کی حالت میں حضور (غلام قادریانی) کو دیکھایا  
حضور نے اسے دیکھا صحابی کہا جائے۔

اسی طرح خود مرزا غلام احمد نے اپنے بارے میں لکھا کہ:.....

”جو میری جماعت میں داخل ہوا وہ درحقیقت سید المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا ہے۔“

## عقیدہ جہاد کی بیخ کتنی:

بر صغیر میں انگریزی استعمار سب سے زیادہ مسلمانوں کے عقیدہ جہاد سے خوفزدہ تھا۔ استعماری طاقتیں یہ سمجھتی تھیں کہ جب تک مسلمان جہاد کے عقیدہ پر قائم ہیں اس وقت تک ان کے اوپر مکمل طور پر تسلط حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

اسی لیے انہوں نے سب سے پہلے جس چیز پر توجہ دی وہ مسلمانوں کے امداد سے اسی عقیدہ جہاد کی بیخ کتنی کی سازشیں تھیں اور غلام قادریانی کی نبوت بھی اسی سازش کے سلسلہ کی ایک کڑی تھی۔ چنانچہ مرزا غلام احمد پر سب سے پہلی وی جو نازل ہوئی وہ یہی تھی کہ اب جہاد کی کوئی ضرورت باقی نہیں۔ چنانچہ مرزا غلام احمد لکھتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے بتدریج جہاد کی شدت کو کم کر دیا ہے۔ چنانچہ موئی علیہ السلام کے زمانہ میں بچوں کو بھی قتل کر دیا جاتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کا قتل منوع قرار پایا اور اب میرے زمانہ میں جہاد کو قطعی طور پر منوع کر دیا گیا ہے۔

اور آج کے بعد تلوار کے ساتھ جہاد کو ختم کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ آج کے بعد کوئی جہاد نہیں جو کوئی اب سفار پر ہتھیار آٹھاتے گا اور اپنے آپ کو غازی کہلاتے گا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مخالف قرار پائے گا۔

## اسلام کا موقف:

آجْهَادُ أَفْضُلُ الْأَعْمَالِ۔ (بخاری)

”جہاد سب سے افضل عمل ہے۔“

اور:

**أَفْضُلُ النَّاسِ مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ** (بخاری)  
ترمذی)

”لوگوں میں سب سے بہترین وہ مؤمن ہے جو اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ  
میں جہاد کرتا ہے۔“

نیز فرمایا گیا:

ان فِي الجَنَّةِ مائَةً درجةً أَعْدَهَا اللَّهُ لِلمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِهِ (بخاری و  
مسلم)

”کہ جنت میں سو درجے ہیں جن سب کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنی راہ میں  
جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کیا ہے۔“

امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا عقیدہ ہے کہ جہاد قیامت تک باقی رہے گا  
اور یہ عبادات میں سے افضل ترین عبادت اور حنات میں سے اعلیٰ ترین نیکی ہے۔

حج:.....

وہ عقائد جو مرزا یوں کو امت مسلمہ سے الگ کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ  
بھی ہے کہ ان کے نزدیک ”حج قادریان“ کے سالانہ جلسہ میں ماضری کا نام ہے۔  
چنانچہ مرزا غلام احمد کا پیٹا اور غلیفہ مرزا محمود کہتا ہے:

”آج جلسہ کا پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔“

شیخ یعقوب علی صاحب بھی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعیح موعود (مرزا غلام احمد)  
نے یہاں (قادیریان) کو حج قرار دیا ہے ..... اور اسی بناء پر کابلی مرزا ائی عبد اللطیف  
جنے ارتضاد کے جرم میں حکومت افغانستان نے قتل کر دیا تھا، حج کے لیے نہ گیا کیونکہ  
مرزا غلام احمد نے حج کے بجائے اسے قادریان میں قیام کا حکم دیا تھا اور شاید یہی وجہ

ہے کہ خود مرزا غلام احمد نے بھی بیت الحرام کا طواف اور حج نہیں کیا کہ اس کے نزدیک حج کے لیے مکہ معظمہ کا قدم ضروری نہیں بلکہ قادیان ایسی ناپاک بستی کا قیام ہی کافی ہے جو ایک جھوٹے مدعی نبوت کے باعث دنیا میں رسوایہ کر رہ گئی۔

### مکہ مکرمہ اور قادیان:

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ دنیا جہاں کا کوئی شہر اور کوئی بستی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولد مکہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر مدینہ منورہ کے ہم پلے نہیں ہو سکتی اور دنیا کی کوئی مسجد مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے ہم پلے نہیں اور نہ ان سے منزلت و مرتبہ میں بڑھ سکتی ہے یہ تو میں مسلمانوں کے عقائد لیکن قادیانیوں کے عقائد یہ ہیں۔

ان کے نزدیک یہ بستی (قادیان) مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کی مانند بلکہ ان سے بھی افضل ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس کی زمین زمین حرم ہے اس میں شعائر اللہ میں اور وہاں تحلیمات و برکات رباني کا نزول ہوتا ہے اور اس میں ایک ایسا قلعہ زمین بھی ہے جو حقیقتاً جنت کا بھگتا ہے اور وہ کہتے ہیں قادیان میں ایک ایسا مقبرہ ہے جہاں خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام پڑھتے ہیں۔ نیز مساجد قادیان، مسجد نبوی اور مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ کا مقابلہ کرتی ہیں بلکہ یہ خود پوری کی پوری بستی ہی مسلمانوں کے قبلہ و کعبہ کی ہمسر ہے۔

غلام قادیان کا فرزند اکبر ہر زہ سرا ہے:.....

”میں تمہیں حج حج کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے کہ قادیان کی زمین بارکت ہے یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔“

مرزاں اخبارِ افضل نے واضح طور پر لکھا ہے کہ وہ مسجدِ اقصیٰ جس کی طرف سروور  
کائنات علیہ الملام معراج کی رات تشریف لے گئے وہ یہی مسجد ہے جو کہ قادریان میں  
ہے۔ چنانچہ ”فضل“ کی عبارت ہے:.....

**سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ  
الْأَقْصَا الَّذِي بَرَ كُنَّا حَوْلَهُ لِنُرِيهِ مَنْ أَيْتَنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ** ①

آیت میں مسجدِ اقصیٰ سے مراد قادریان کی مسجد ہے جیسے فرمایا:.....

اس معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک سیر  
فرما ہوئے اور وہ مسجدِ اقصیٰ یہی ہے جو قادریان میں بجانبِ مشرق واقع ہے۔

اب مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو چکا ہے جب کہ قادریان کا دودھ  
بالکل تازہ ہے۔ اس طرح اس جھوٹے مدغی نبوت کے پیروکاروں نے مکہ اور مدینہ  
کی شان گھٹانے اور ان کی توبیٰ و تحریر کرنے کی سی مذموم کی۔ اس مکہ مکرمہ کی کہ  
جس کی قسم خود ربِ عرشِ عظیم نے کھائی ہے اور جسے بلدهِ امین کا لقب دیا ہے، فرمایا:

**لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ.**

”محضے مکہ کی قسم ہے۔“ (البلد)

اور فرمایا:

**وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ.**

”اس امن والے شہر کی (مکہ مکرمہ) کی قسم۔

مکہ مکرمہ کی سرزی میں وہی سرزی میں ہے جس کے بارے میں صادق و مصدق  
رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اے مکہ تو بہترین جگہ اور اللہ تعالیٰ کی اراضی میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک

سب سے زیادہ محبوب سرزین ہے۔“

باقی رہا مدینہ تو یہ وہ شہر مبارک ہے جسے شہر رسول ہاشمی ہونے کا شرف  
حاصل ہے۔

فرمان نبوی ﷺ:.....

”جو مدینہ میں مر سکے وہ اس میں مرے کہ میں اس میں وفات پانے والے  
کے لیے قیامت کے دن سفارش کروں گا۔“

قادیانیوں کے نزدیک مرزا کو نہ ماننے والے کافر ہیں:

مرزا بیویوں کے نزدیک وہ شخص جو مرزا غلام احمد متینی قادیان پر ایمان نہیں رکھتا  
اور اس کے ان جھوٹے عقائد و احکامات کو نہیں مانتا وہ کافر ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے  
لیے جہنم میں رہے گا۔ چنانچہ مرزا محمود لکھتا ہے:.....

کل جو مسلمان حضرت مسیح موعودؑ کی پیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں  
نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

خود متینی قادیان کہتا ہے:

”خدا تعالیٰ نے میرے اوپر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت  
پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔“

چودھری (ثغر اللہ) صاحب کی بحث تو صرف یہ تھی کہ ہم احمدی مسلمان ہیں ہم  
کو کافر قرار دینا غلطی ہے باقی غیر احمدی کافر ہیں یا نہیں اس کے متعلق عدالت  
ماتحت میں بھی احمدیوں کا یہی جواب تھا کہ ہم ان کو کافر کہتے ہیں اور ہائیکورٹ میں  
بھی چودھری صاحب نے اس کی تائید کی۔

قادیانیوں کے ان ہی دوسرے خلیفہ و امام مرزا محمد ہی نے "حقیقتہ النبوہ" کی تصنیف سے بھی چار سال پہلے یعنی ۱۹۱۱ء میں "تُخْبِرُ الْأَذَانَ" میں بغیر کمی لاگ پیٹ کے پوری صراحت اور صفائی کے ساتھ اس کا اعلان کیا تھا اور خود مرزا غلام احمد کی عبارتوں کے حوالے دے کر ثابت کیا تھا کہ مرزا کو نہ مانے والے اس زمانے کے مسلمان بالکل اسی طرح کافر ہیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ مانے والے یہود و نصاریٰ کافر ہیں۔

مرزا محمد نے اس دعوے کے ثبوت میں پہلے اپنے والد مرزا غلام احمد کے ایک خط سے (جو انہوں نے ڈاکٹر عبدالحکیم کو لکھا تھا) ایک عبارت نقل کی ہے جس کا آخری حصہ یہ ہے: .....

"خدا نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو مسیری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہے"

مسلمانوں کے پچھے نماز پڑھنا اور ان کی نماز جنمазہ میں شریک ہونا اور اپنی لڑکیوں کا ان سے نکاح کرنا وہ بالکل اسی طرح ناجائز سمجھتے ہیں جس طرح کے دوسرے غیر مسلموں کے ساتھ یہ معاملات کرنا ناجائز ہے۔ یہ ان کے یہاں کے عام مشہور مسائل ہیں اور اسی پر قادیانی امت کا عمل ہے۔

الغرض! قادیانیوں (یاریوہ پارٹی) کا مسئلہ بالکل صاف اور واضح ہے اور ان کی یہ بات قابل تعریف ہے کہ انہوں نے اپنے مسلک کے بیان میں نفاق سے کام نہیں لیا اور اپنے کو اتنا کھوں کر پیش کر دیا کہ کہی کے لیے بھی ان کے بارے میں اشتباہ کی گنجائش نہیں رہی۔

ان سب چیزوں کے سامنے آنے کے بعد قادیانی امت کو مسلمان قرار دینے

کی صرف یہی صورت ہے کہ اسلام میں نئے نبیوں کے آنے اور ان پر ایمان لانے کی گنجائش سمجھی جائے اور ظاہر ہے کہ کوئی ایمان والا ہرگز اس کافرانہ گمراہی کو اپنے لیے پسند نہیں کر سکتا۔

مشدود ہو تجھ کو ختم نبوت کے پاسدار  
تیرا یقین عشق کے سانچے میں ڈھل گیا  
جس کی غش سے لرز رہا تھا تیرا ضمیر  
صد شکر تیرے دل سے وہ کانٹا بدل گیا

اسلام حق تعالیٰ شانہ کا آخری پیغام آسمانی ہے جو انسانیت کی فلاح و سعادت کے لیے بنی آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا اور جو تو اتر اور تسلیل کے ساتھ منتقل ہوتا ہوا ہم تک پہنچا۔ پس جو خوش بخت اسلام کی ایک ایک بات کو دل و جان سے مانتے ہیں وہ مسلمان ہیں جو لوگ ان متواترات میں سے کسی ایک کا انکار کرتے ہیں یا ان کے متواتر مفہوم کا انکار کرتے ہیں وہ ”غیر مسلم“ کہلاتے ہیں۔ مثلاً قرآن کریم کو اول سے آخر تک لفظاً و معنیًّا ماننا اسلام کی شرط ہے اور اس کے ایک لفظ یا متواتر مفہوم کا انکار کنجب ہے۔

قادیانی فرقہ جو باجماع امت خارج از اسلام میں اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس نے اسلام کے بے شمار متواترات میں غلط تاویلیں کر کے ان کے مفہوم کو بدلتا ہے۔ ان میں دو عقیدے زیادہ مشہور ہیں۔ ایک ختم نبوت، دوسرا ہے حضرت علیہ علیہ السلام کا نزول۔ یہ دونوں دین اسلام کے ایسے قطبی اور متواتر عقیدے ہے ہیں کہ گزشتہ صدیوں کے تمام اکابر ان کو تو اتر و تسلیل کے ساتھ منتقل کرتے چلے آئے ہیں۔  
بہر حال تمام سلف و خلف اہل حق میں سے کسی ایک کو بھی اس اصول سے

اختلاف نہیں ہے کہ ضروریاتِ دین کا انکار اگرچہ تاویل کے ساتھ ہو۔ بہر حال وہ اسلام سے رشتہ کاٹ دیتا ہے۔

### ضروریاتِ دین کا انکار:

مسلمان ہونے کے لیے کچھ متعین عقائد اور ہدایات کا قبول کرنا اور ان کو بحق مانا ضروری اور لازمی ہے اس کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ وہ پیغمبر کی اولاد ہو، اسی کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ایسی کسی چیز کا منکر نہ ہو جس کے بارے میں ناقابل شک یقینی اور قطعی طریقہ سے اور مسلسل تواتر سے ثابت اور معلوم ہو چکا ہو اور امت کے عوام تک کو معلوم ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تعلیم امت کو دی تھی۔ علماء، فہماء اور متكلّمین کی خاص اصطلاح میں ایسی چیزوں کو ”ضروریاتِ دین“ کہا جاتا ہے۔ مثلاً یہ بات کہ اللہ ہی وحدہ لا شریک معبود ہے اور یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے رسول ہیں اور قیامت و آخرت بحق ہے اور قرآن پاک اللہ تعالیٰ جل شادہ کی نازل کی ہوئی کتاب ہدایت ہے اور پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔ کعبہ مسلمانوں کا قبلہ ہے، یہ سب ایسی باتیں ہیں جن کے بارے میں ہر وہ شخص جس کو اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کچھ بھی علم اور واقعیت ہے، یقین کے ساتھ جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان باتوں کی امت کو تعلیم دی تھی۔ اسی میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے تو مسلمان ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ایسی کسی بات کا انکار نہ کرے یعنکد ایسی ایک بات کا انکار بھی بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم و ہدایت کا انکار ہے جس کے بعد اسلام سے رشتہ کٹ جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جن باتوں کی تسلیم و ہدایت ایسے یقینی اور قطعی طریقہ سے مسلسل تواتر کے ساتھ ثابت ہے جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں اور جن کو امت کے عوام بھی جانتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نبوت کا سلسلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کر دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہو گا۔ جس قطعی اور یقینی طریقہ سے اور جس درجہ کے تواتر کے ساتھ امت کو یہ معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کی وعدائیت، اپنی رسالت، قیامت و آخرت اور قرآن مجید کے کتاب الہی ہونے اور پانچ نمازوں کی فرضیت اور خانہ کعبہ کے قبلہ ہونے کی تعلیم دی تھی، ویسے ہی قطعی اور یقینی طریقہ سے اور اسی درجہ کے تواتر کے ساتھ یہ معلوم اور ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری نبی ہونے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی کے مبعوث نہ ہونے کی بات پوری وضاحت اور صراحة کے ساتھ بتلائی تھی اور اس طرح بتلائی تھی کہ اس سے زیادہ وضاحت و صراحة کا کوئی امکان نہیں۔

اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ غلافت سے لے کر ہمارے دور تک امت کا اس پر اجماع اور اتفاق رہا کہ جس طرح توحید و رسالت اور قیامت و آخرت اور قرآن کے کلام اللہ ہونے کا منکر، پیغما بر نمازوں اور کعبہ کے قبلہ ہونے کا منکر مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا یا اس کے دعوے اور دعوت کو قبول کر کے اس پر ایمان لانے والا مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ پہلے مسلمان تھا تو اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد قرار دیا جائے گا اور اس کے ساتھ مرتدوں والا معاملہ کیا جائے گا۔ امت کی پوری تاریخ میں عملاء بھی یہی ہوتا رہا ہے۔ سب سے پہلے حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم اکبر رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم السلام اجمعین سے نبوت کے مدعا میکمہ کذب اور اس کے ماننے والوں کے بارے میں یہی فیصلہ کیا۔ حلالہ تاریخی روایات میں محفوظ ہے کہ وہ لوگ توحید و رسالت محمدی ﷺ کے قاتل تھے۔ ان کے ہاں اذان ہوتی تھی اور اذان میں ’اَشْهَدُ أَنَّ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَوْ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللَّهِ‘ بھی کہا جاتا تھا۔

واضح رہے کہ اس مسئلہ کی بنیاد صرف یہ نہیں کہ قرآن مجید کی سورہ احزاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ”خاتم النبیین“ فرمایا گیا ہے مسئلہ کی بنیاد قرآن مجید کا صرف یہ کلمہ نہیں ہے بلکہ اس مسئلہ ختم نبوت اور انقطاع سلسلہ رسالت سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ ارشادات جن کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے اور جو اس لفظ خاتم النبیین کی تشریع کرتے ہیں اور پھر مسلسل تواتر اور آمۃ کا جماعت اور تعامل ان سب چیزوں کی وجہ سے مسئلہ کی نوعیت وہی ہو گئی ہے جو مثلاً عقیدہ توحید و رسالت، قیامت و آخرت اور نماز پنجگانہ کی فرضیت کی ہے اور ایسے کسی بھی مسئلہ کا انکار اگرچہ کسی تاویل کے ساتھ ہو، اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ اگر ایسے عقائد و مسائل کا تاویل سے انکار کر کے بھی آدمی مسلمان ہی رہے تو مطلب یہ ہو گا کہ اسلام کے بنیادی عقائد و تعلیمات اور ”ضروریات دین“ کی بھی کوئی متعین حقیقت نہیں ہے جس کا جو جی پا ہے مطلب گزہ ہے۔

الغرض یہ عقیدہ اور یہ دینی حقیقت بھی دین کی غاص اصطلاح میں ”ضروریات دین“ میں سے ہے اور کسی شخص کے مسلمان ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اس کا انکار نہ کرے اور نہ اس کی ایسی تاویل اور توجیہ کرے جس سے ختم نبوت کی مذکورہ بالحقیقت کا انکار اور ابطال ہوتا ہو۔ (قادیانی کیوں مسلمان نہیں؟ ص ۱۶)

## ختم نبوت کے عقیدے کا ایک خاص پہلو:.....

ختم نبوت کے عقیدے میں اس امت کے ساتھ خدا کی خصوصی عنایت و رحمت کا ایک ایسا پہلو بھی ہے کہ علاوہ ایک حکم خداوندی ہونے کے اس پہلو سے بھی مسلمانوں کو اس عقیدہ کی خاص قدر اور عظمت ہونی چاہیے۔ نبوت کی پوری تاریخ گواہ ہے کہ نئے نبیوں کا آنا امتوں کے لیے کتنا بڑا اور کتنا سخت امتحان ہوتا ہے اور پہلے پیغمبروں کے ماننے والے کتنے لوگ ہوتے ہیں جو نئے نبی پر ایمان لاتے ہیں۔ صرف سب سے آخری دو رسولوں ہی کو دیکھ لجئے۔ حضرت عیینہ علیہ السلام جب تشریف لائے اور احیائے موتی جیسے مجزے لے کر تشریف لائے تو یہودیوں میں سے کتنے ان پر ایمان لائے اور کتنے انکار کر کے لعنی اور جہنمی بنے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور کیسی آیات پیتا (کھلی ہوئی نشانیوں) کے ساتھ تشریف لائے تو یہود و نصاری میں سے یعنی اگلے پیغمبروں اور اگلی کتابوں کے ماننے والوں میں سے کتنے آپ پر ایمان لائے اور کتنے انکار اور کفر کر کے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی لعنت اور آخرت میں ابدی عذاب نار کے مستحق ہوتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ ختم فرماد کہ یہ رحمت فرمائی کہ اس امت کو اس سخت امتحان سے محفوظ فرمادیا۔ اگر بالفرض نبوت جاری رہتی اور آپ کے بعد کوئی نبی آتا تو یقیناً وہی صورت ہوتی جو پہلے ہمیشہ ہوئی ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت تھوڑے لوگ اس کو مانتے اور زیادہ تر انکار کر کے (معاذ اللہ!) کافر اور لعنی ہو جاتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ ختم فرماد کہ اس امت کو ہمیشہ کے لیے کفر اور لعنت کے اس خطرہ سے محفوظ فرمادیا اور امت کو مطمئن فرمادیا کہ تمہاری اور ساری

دنیا کی نجات کے لیے بس یہ کافی ہے کہ ہمارے اس رسول (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان ہو اور ان کی پدایت کا اتباع۔

الغرض ختم نبوت صرف ایک دینی مسئلہ عقیدہ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کا عنوان ہے کہ اب سارے انسانوں کے لیے نجات کی آخری شرط بس ہمارے اس رسول (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لانا اور ان کی پدایت کا اتباع کرنا ہے اس لیے اب قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کو مطمئن اور یکسو ہو کر بس ان کا اتباع کرنا چاہیے انسانوں کی پدایت و رہنمائی کے سلسلہ میں یہ ہمارا آخری فیصلہ ہے۔ پس اب جو شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی نبی نبوت کی گنجائش نکالتا ہے وہ اللہ کے اس فیصلے اور اس کے قائم کیے ہوئے اس سارے دینی نظام کو درہم برہم کرنا چاہتا ہے۔ ذرا اس کے دور رسم تابع پر غور کیجئے۔ یہ دوسری قسم کی اعتقادی گمراہیوں سے بہت مختلف قسم کی بات ہے۔ اس کا اثر پورے نظام دین پر پڑتا ہے، نئے نبی کی آمد پر اس پر ایمان لانا مدار نجات ہو جاتا ہے، وہی نبی وقت ہوتا ہے اور اس کے زمانہ کا کوئی شخص جو اس سے پہلے پیغمبروں کی تصدیق کرے لیکن اس کو نہ مانے تو وہ کافر اور اللہ کی لعنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی نبوت کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ نجات کی آخری شرط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا نہیں ہو گا بلکہ بعد میں آنے والے اس نبی پر ایمان لانا نجات کی آخری شرط ٹھہرے گا۔

(جیسا کہ قادریانی امت مزاجلام احمد قادریانی کے متعلق صاف صاف کہتی ہے کہ ان کا انکار کرنے والے اسی طرح کافر اور لعنتی میں جس طرح پہلے نبیوں کے منکر لعنتی اور کافر میں)

پس جو لوگ دین میں اتنا بڑا فضاد برپا کرنا چاہیں اور قیامت تک کے لیے قائم کیے ہوئے اللہ کے اس نظام کو یوں درستم برہم کرنا چاہیں لازماً ایمان والوں کو ان کے ساتھ دوسرے تمام زنا دافق و مرتدین سے زیادہ سخت معاملہ کرنا چاہیے اور اسلامی تاریخ کے جاننے والے جیسا کہ جانتے ہیں امت محمدیہ نے ہر دور میں ایسا ہی کیا ہے اور ایسے لوگوں کے ساتھ بھی کوئی زری نہیں کی گئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات کے آخری دور ہی میں نبوت کا دعویٰ کرنے والے میلہ کذاب کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں جو کچھ کیا وہ اس کی سب سے زیادہ اطمینان بخش مثال ہے۔ (الفرقان، اکتوبر ۲۷ء)

آخر میں ہم مرزا محمود خلیفہ قادریانیت کی ایک عبارت نقل کرتے ہیں اور پوری امت مرزا یہ سے سوال کرتے ہیں کہ اس کے باوجود بھی انہیں اپنے مسلمان ہونے اور الگ امت نہ ہونے پر اصرار کیوں ہے۔

حضرت مسیح موعود (غلام احمد) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں کوئی خر ہے یہ۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور پچند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔

کیا اس کے بعد اس میں کوئی شبہ باقی رہ جاتا ہے کہ مرزا یہ ایک الگ دین کے پسروکار اور ایک الگ شخص کی امت ہیں جن کا کم از کم اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔ (قادیانی کیوں مسلمان نہیں مولانا محمد منظور نعمانی)

## کفر کی تین قسمیں :.....

کفر اسلام کی ضد ہے اور اس کی تین قسمیں بالکل ظاہر ہیں۔

☆..... ایک کافروں ہے جو اعلانیہ کافر ہو۔

☆..... ایک کافروں ہے جو اندر سے کافر ہو اور اپر سے اپنے آپ کو مسلمان کہے۔

☆..... ایک کافروں ہے جو اپنے کفر کو اسلام ثابت کرنے کی کوشش کرے۔

(۱)..... پہلی قسم کے کافر کو مطلق کافر کہتے ہیں، اس میں یہودی عیسائی، ہندو وغیرہ سب داخل ہیں۔

(۲)..... دوسری قسم والے کو منافق کہتے ہیں۔

(۳)..... تیسرا قسم کو اصطلاحاً زندگی کہا جاتا ہے۔ یہ اپنے کفر کو اسلام کہتے ہیں۔ یہ ہے خالص کفر لیکن یہ اس کو اسلام کا نام پیش کرتے ہیں اور دین محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو عین اسلام ہے، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے متواتر اور مسلسل چلا آ رہا ہے، اسے یہ عین کفر کہتے ہیں۔

لغت میں کفر انکار کو کہتے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں کسی ایک شرعی قطعی حکم کے انکار کرنے والے کو کافر کہتے ہیں۔ ملحد و زندگی جو امور بدیکی اور قطعی طور پر دین سے ثابت ہوں۔ ان میں تاویل کرنا اور ان کے ایسے معنی بیان کرنا۔ جو اجماعی عقیدہ کے خلاف ہوں۔ قرآن کریم میں اس کا نام الحاد اور حدیث میں اس کا نام زندقة ہے

اور اصطلاح شریعت میں ملحد اور زندلین اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو الفاظ تو اسلام کے کہے، مگر ان کے معنی ایسے بیان کرے۔ جس سے ان کی حقیقت ہی بدلتے جائے۔ جیسے صلاوة اور زکوٰۃ میں یہ تاویل کرے کہ قرآن میں صلاوة سے فقط دعا اور ذکر کے معنی مراد ہیں اور اس خاص بیت سے نماز پڑھنا ضروری نہیں اور زکوٰۃ سے ترکیہ نفس مراد ہے۔ ایک معین نصاب سے مال کی خاص مقدار کا دینا مراد نہیں۔ غرض زندلین وہ ہے۔ جو اپنے کفر پر اسلام کا ملمع کرے اور اپنے کفر کو میں اسلام ثابت کرنے کی کوشش کرے۔

### زندلین کا حکم:.....

زندلین کا حکم زندلیت کے بارے میں امام مالک<sup>ؓ</sup>، امام ابو عینیہ<sup>ؓ</sup> اور ایک روایت میں امام احمد<sup>ؓ</sup> فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ قبول نہیں۔ کیونکہ اس نے زندگی کے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ یعنی کفر کو اسلام ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور کتنے کا گوشت بکری کے نام سے فروخت کیا ہے۔ شراب پر زمزم کا لیبل چپکایا ہے۔ یہ جرم ناقابل معافی ہے۔ اس پر قتل کی سزا ضرور جاری ہوگی۔ تو یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ قادری زندلین ہیں۔ (تحفہ قادریانیت ج اوں ص ۷۶۸، ۷۶۹)

ارتداد کے معنی لغت میں لوٹ جانے اور پھر جانے کے میں اور اصطلاح شریعت میں ایمان اور اسلام میں داخل ہونے کے بعد کفر کی طرف لوٹ جانے کا نام ارتداد ہے۔ چنانچہ امام راغب اصفہانی "مفردات" میں ارتداد کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

**ترجمہ: اسلام سے کفر کی طرف پھر جانے کا نام ارتداد ہے۔**

مرتد کا حکم چاروں قبیلوں کا متفق علیہ مسئلہ ہے کہ جو شخص اسلام میں داخل ہو کر  
مرتد ہو جائے۔ یعنی نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ! اسلام سے پھر جائے۔ اس کے بارے میں حکم  
یہ ہے کہ اس کو تین دن کی مهلت دی جائے۔ اس کے شہادت دور کرنے کی  
کوشش کی جائے اور اسے سمجھایا جائے۔ اگر بات اس کی سمجھ میں آجائے اور وہ  
دوبارہ اسلام میں داخل ہو جائے تو بہت اچھا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی زمین کو اس کے وجود  
سے پاک کر دیا جائے۔ یہ مسئلہ قتل مرتد کا مسئلہ کہلاتا ہے اور اس میں ہمارے انہے  
دین میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

منافق وہ ہے جو اپنے دل کے اندر کفر چھپائے ہوئے ہو اور زبان سے جھوٹ  
موٹ اسلام کا اقرار کرتا ہو۔ منافق لوگ عہد نبوت میں ہوتے تھے۔ اب دو ہی  
صورتیں ہیں۔ یا مومن یا کافر۔ (کیونکہ وحی کا سلسلہ بند ہو چکا، اب کسی کے دل کا حال  
کیسے معلوم ہو؟)

### قادیانی زندیق ہیں:.....

قادیانیوں کا حکم قادیانی زندیق ہیں۔ وہ اپنے کفر خالص یعنی قادیانیت کو  
ٹین اسلام کہتے ہیں اور دین محمدی ﷺ جو ٹین اسلام ہے۔ اسے عین کفر کہتے ہیں۔  
قادیانیوں کی سو نسلیں بھی بدلتیں۔ تب بھی ان کا حکم زندیق اور مرتد کا رہے گا۔ ان  
کا عام کافر کا حکم نہیں ہو گا۔ اس لئے کہ ان کا یہ جرم یعنی کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر کہنا۔  
ان کی آئندہ نسلوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ الخس قادیانی جتنے بھی ہیں۔ خواہ وہ اسلام  
چھوڑ کر مرتد ہوئے ہوں یعنی قادیانی اور زندیق بنے ہوں۔ یا ان کے بقول پیدائشی  
قادیانی ہوں۔ قادیانیوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہوں اور یہ کفر ان کو درثی میں ملا

ہو۔ ان سب کا ایک ہی حکم ہے۔ یعنی مرتد اور زندگانی کا۔ یعنی ان کا جرم صرف یہ نہیں کہ وہ اسلام کو چھوڑ کر کافر بنے ہیں۔ بلکہ ان کا جرم یہ ہے کہ دین اسلام کو کفر کہتے ہیں اور اپنے کفر کو اسلام کا نام دیتے ہیں اور یہ جرم ہر قادیانی میں پایا جاتا ہے۔ خواہ وہ اسلام کو چھوڑ کر قادیانی بنا ہو یا پیدائشی قادیانی ہو۔ اس منہج کو خوب سمجھ لیجئے کہ بہت سے لوگوں کو قادیانیوں کی صحیح حقیقت معلوم نہیں۔ (تفصیل کے لئے ”کافر کون؟ مسلمان کون؟“ رسالہ از حضرت کاظم حلوی ”مندرجہ اعتساب قادیانیت جلد دوم ملاحظہ ہو) خلاصہ کلام یہ ہے کہ تین قسم کے کافر ہوتے ہیں.....

☆.....ایک کھلا کافر۔☆.....دوسراء منافق۔☆.....تیسرا زندگانی۔

دنیا کے دوسرے کافر اپنے کفر پر اسلام کا Tag نہیں لگاتے اور لوگوں کے سامنے اپنے کفر کو اسلام کے نام سے پیش نہیں کرتے۔ مگر قادیانی اپنے کفر پر اسلام کا لیبل لگاتے ہیں اور یوں ملت اسلامیہ میں انتشار پھیلانے کے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں کیا زمزہم کے عنوان سے کسی شخص کو شراب فروخت کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

قادیانیوں کی وجہ تکفیر:.....

شہرہ آفاق مقدمہ بہاولپور میں حضرت مولانا یید محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے چھووجوہ کفر متعین فرمائے تھے:

(۱)..... ختم نبوت کا انکار۔

(۲)..... دعویٰ نبوت اور اس کی تصریح کہ ایسی ہی نبوت مسرا د ہے۔ جیسے

پہلے انبیاء کی تھی۔

(۳) ..... ادعائے وحی اور اپنی وحی کو قرآن کی طرح واجب الایمان قرار دینا۔

(۲) ..... عیسیٰ علیہ السلام کی توفیق۔

(۵) ..... آنحضرت ﷺ کی توفیق۔

(۴) ..... عام امت محمدیہ (علیہ السلام) کی تبلیغ۔

(روئیداد مقدمہ مرزا یہ بہاول پور ج ۱ ص ۲۱)

مرزا غلام احمد قادریانی کی تمام تحریرات کفر کا ڈھیر ہیں۔ جس میں ہزاروں کفر موجود ہیں۔ اس کی ایک ایک عبارت مرقع کفر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ: ”میلہ کذاب اور میلہ پنجاب (مرزا) کا کفر فرعون کے کفر سے بڑھ کر ہے۔ (احساب قادریانیت ج ۲ ص ۱۱)

### اہل قبلہ کون ہیں؟

اہل قبلہ کا لفظ اصطلاح میں اہل ایمان کے لئے بولا جاتا ہے، اور شریعت میں اہل قبلہ ہی لوگ کہلاتے ہیں جو تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہم اہل قبلہ کو اس وقت تک کافر نہیں کہتے جب تک کہ وہ کسی موجب کفر قول یا فعل کا ارتکاب نہ کریں۔ جو لوگ ضروریات دین کے منکر ہوں۔ مثلاً ختم نبوت کے منکر ہوں۔ آنحضرت ﷺ کے بعد مدعا نبوت کو سچا مانتے ہوں۔ وہ شریعت میں اہل قبلہ نہیں۔ اہل قبلہ کا ہرگز یہ معنی نہیں کہ جو شخص فقط قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھتا ہو۔ وہ اہل قبلہ ہے۔ چاہے وہ کسی قضیٰ حکم کا منکر بھی کیوں نہ ہو۔ یعنی قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز تو میلہ کذاب بھی پڑھتا تھا۔ لہذا اہل قبلہ وہ کھلائیں گے جو تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہوئے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہوں۔ وہ اہل قبلہ ہیں۔

## قادیانی اور دوسرے کافروں میں فرق:.....

جو لوگ دین اسلام کے منکر ہیں۔ وہ کافر ہیں۔ جیسے عیسائی، یہودی۔ لیکن عیسائیوں، یہودیوں اور قادیانیوں کے کفر میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ موجودہ عیسائی خود جھوٹے ہیں۔ مگر ان کے نبی، عیسیٰ علیہ السلام پچے نبی ہیں۔ موجودہ یہودی خود جھوٹے ہیں۔ مگر ان کے نبی، موسیٰ علیہ السلام پچے نبی ہیں۔ قادیانی خود بھی جھوٹے ہیں۔ ان کا نبی بھی جھوٹا تھا۔ اسلام پچے نبی کے جھوٹے پیروکاروں کے وجود کو بطور اہل کتاب یاذی کے تعلیم کرتا ہے۔ اسلام نہ جھوٹے نبی کو قبول کرتا ہے اور وہ اس کے پیروکاروں کو۔ جھوٹے نبی کے پیروکاروں کا وہی حکم ہے جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یمامہ کے میدان میں ملکہ کذاب کے پیروکاروں کے لئے تجویز فرمایا تھا۔ عام کافروں پر قادیانیوں کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے کہ قادیانی زندگی میں اور زندگی کا وجود اسلام کو قبول نہیں ہے۔ (تفصیل کے لئے ”قادیانیوں اور دوسرے کافروں میں فرق“ تخفہ قادیانیت جلد اول از حضرت لدھیانوی شہیدؒ کا مطالعہ کریں)۔

## قادیانی عبادت گاہ:.....

مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے۔ مذاقین نے عہد نبوت میں مسجد کے نام پر ایک اڑہ قائم کیا تھا۔ جسے اسلام نے مسجد ضرار قرار دیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے انهدام کا حکم دیا تھا۔ جب اسلام نے مذاقین کی عبادت گاہ کو مسجد تسلیم نہیں کیا تو قادیانی زندگیوں کی عبادت گاہوں کو کیسے مسجد تسلیم کیا جاسکتا ہے؟۔ نہ ان کی اذان کو شرعاً اذان قرار دیا جاسکتا ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے رسالہ ”قادیانی اور تعمیر مسجد“ مؤلفہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید تخفہ قادیانیت جلد اول)

## مسلم قبرستان میں قادیانی مردوں کی تدفین کا حکم:.....

مسلم قبرستان میں قادیانی مردوں کی تدفین کا حکم جس طرح کسی ہندو، یہودی، عیسائی، چور ہے چمار کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا شرعاً جائز نہیں۔ اسی طرح کسی قادیانی مردہ کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بھی جائز نہیں۔  
اگر وہ چوری مجھپے دفن کر دیں تو اسے مسلمانوں کے قبرستان سے نکال پاہر کرنا ضروری ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے ”قادیانی مردہ“ تحفہ قادیانیت جلد اول)

## کفر کے دنیوی احکام:.....

حضرت مولانا محمد ادریس ”قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے احکام لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:.....

(۱)..... ایمان کی پہلی شرط یہ ہے کہ کفر اور کافروں سے تبری اور بیزاری ہو۔ یعنی کافروں کو خدا کا دشمن سمجھے اور کوئی دوستانہ تعلق ان سے نہ رکھے۔ کافروں سے موالات یعنی دوستانہ تعلقات کی ممانعت اور حرمت صراحتاً منذور ہے اور علماء نے کافروں سے ترک موالات پر مستقل تباہیں لکھیں ہیں۔

(۲)..... کافروں کو پچی دینا حرام ہے۔ اہل کتاب کے علاوہ کافروں سے پچی لینا حرام ہے۔

(۳)..... کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں۔

(۴)..... کافر کی نماز جازہ میں شریک ہونا یا اس کی قبر پر جانا بھی جائز نہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

**وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ**

كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَا تُوْا وَهُمْ فَسِقُونَ<sup>(٣)</sup>

ترجمہ: ”اور نماز نہ پڑھان میں سے کسی پڑھو مر جائے کبھی۔ اور نہ کھڑا ہو اس

کی قبر پر۔ وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور وہ مر گئے نافرمان۔“

(۵)..... مسلمان کے جنازہ میں کافروں کو شرکت کی اجازت نہیں۔ وہ وقت

طلب رحمت کا ہے اور کافر سے لعنت آتی ہے۔

۶..... مردہ کافروں کے لئے دعا سے مغفرت جائز نہیں۔ اگرچہ قربیٰ رشتہ دار

ہوں۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

مَا كَانَ لِلنَّٰٓيٰ وَالَّذِينَ أَمْنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُسْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا

أُولَئِنَّى قُرْبَى۔

ترجمہ: ”لائق نہیں بنی کو اور مسلمانوں کو کہ بخش چاہیں مشرکوں کی اور اگرچہ وہ

ہوں قرابت والے۔“

(۷)..... کافر کا ذیحہ اور شکار مسلمان کے لئے حلال نہیں۔

(۸)..... کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔

(۹)..... جو کافر دارالاسلام میں مسلمانوں کی رعایا ہوں۔ ان کو فوج میں بھرتی

کر کے جہاد میں ساتھ لے جانا جائز نہیں۔

(۱۰)..... جو کافر اسلامی حکومت میں رہتے ہوں۔ ان سے جزیہ لیا جائے گا۔

چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:.....

”لَا كَرْمَهُ إِذَا أَهَمَهُمُ اللَّهُ وَلَا عَزْهُمُ إِذَا أَذْلَهُمُ اللَّهُ وَلَا

أَدْنِيهِمُ إِذَا أَقْصَاهُمُ اللَّهُ تَعَالَى“ (اقْتَشَاءُ الصِّرَاطَ امْسَقَتِيم)

ترجمہ: ”فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں ان لوگوں کا ہرگز

اعراز اور اکرام نہ کروں گا جن کو خدا نے ذلیل اور خیر قرار دیا۔ ان لوگوں کی ہرگز  
حربت نہ کروں گا جن کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے اور ان لوگوں کو ہرگز اپنے قریب  
جلگہ نہ دوں گا۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے دور رکھنے کا حکم دیا۔” (”مسلمان اور کافر“ مؤلفہ  
حضرت مولانا محمد ادريس کاندھلوی ص ۲۹۱، ۳۲۹ ملخص احتساب قادیانیت ج ۲)

### پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا:

کے رسمبر کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے ایک دستوری ترمیم کے ذریعہ مرتضیٰ علام  
امحمد قادیانی کے مائنے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہوئے غیر مسلم  
اقلیت قرار دے دیا ہے۔ اس کارروائی کے ذریعہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے ایک  
ایسا اسلامی فریضہ ادا کیا ہے جس پر اسے دلی مبارک باد دی جانی چاہیے۔

قادیانی جو تقریباً ایک صدی سے اپنے آپ کو اسلام کے ساتھ چکاتے رکھتے ہو  
مصر تھے اور طرح کی پُرفیب دلیلوں سے اس حقیقت کو غلط ٹھہراتے تھے کہ وہ  
اسلام کے نام سے ایک نئے مذہب کے پیرو اور داعی ہیں وہ پاکستان کی قومی  
اسمبلی کے اس فیصلے کے بعد یقیناً اور زور و شور سے اپنی مظلومیت کا روناروئیں کے  
اور ناواقف مسلمانوں کو یہ باور کرنے کی کوشش کریں گے کہ انہیں اسلام سے خارج  
قرار دینا ایک صریح زیادتی ہے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ پاکستان میں جس بنیاد پر  
ان کو غیر مسلم قرار دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس بنیاد کی ایک عام فہم تشریع کر دی  
جائے تاکہ کوئی سچا مسلمان اس معاملے میں کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہونے پائے۔

چنانچہ ہزاروں علمائے حق نے تحریک کی قیادت کی اور اس کے تیجہ میں  
قادیانیوں کے متعلق پھر قانون سازی کے اس خلاء کو پر کرنے کے لئے امتناع

قادیانیت آرڈی نیشن منظور ہوا۔

یہ آرڈی نیشن اس وقت قانون کا حصہ ہے۔ اس سے یہ فائد حاصل ہوتے:

(۱)..... قادیانی اپنی جماعت کے چیف گرو یا لاث پادری کو امیر المؤمنین

نہیں کہہ سکتے۔

(۲)..... قادیانی اپنی جماعت کے سربراہ کو خلیفۃ المؤمنین یا خلیفۃ المسلمين نہیں

کہہ سکتے۔

(۳)..... مرزا غلام احمد قادیانی کے کسی مرید کو معاذ اللہ "صحابی" نہیں کہہ سکتے۔

(۴)..... مرزا قادیانی کے کسی مرید کے لئے "رضی اللہ عنہ" نہیں لکھ سکتے۔

(۵)..... مرزا غلام احمد قادیانی کی بیوی کے لئے "ام المؤمنین" کا لفظ

استعمال نہیں کر سکتے۔

(۶)..... قادیانی اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہہ سکتے۔

(۷)..... قادیانی اذان نہیں دے سکتے۔

(۸)..... قادیانی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔

(۹)..... قادیانی اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہہ سکتے۔

(۱۰)..... قادیانی اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کر سکتے۔

(۱۱)..... قادیانی اپنے مذہب کی دعوت نہیں دے سکتے۔

(۱۲)..... قادیانی مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح نہیں کر سکتے۔

(۱۳)..... قادیانی کسی بھی طرح اپنے آپ کو مسلمان شمار نہیں کر سکتے۔

(۱۴)..... غرض کوئی بھی شعائر اسلام استعمال نہیں کر سکتے۔

بحمدہ تعالیٰ اس قانون کے منظور ہونے سے قادیانی جماعت کا سالانہ جلسہ جسے

وہ ظلیح قرار دیتے تھے۔ پاکستان میں اس پر پابندی لگی۔ قادیانی جماعت کے چیف گرو، لاث پادری مرزا طاہر کو ملک چھوڑ کر لندن جانا پڑا۔ اس تمام تر کامیابی و کامرانی کے لئے ”ابناۓ دارالعلوم دیوبند“ نے جو خدمات سر انجام دیں ان کو کوئی منصف مراج نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اس قانون کے تافذ ہوتے ہی قادیانیوں کے لئے ”نہ پائے رفتن د جاتے ماندن“ والا قصہ ہو گیا۔

### حیات عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفع و نزول کا عقیدہ:

عقیدہ ختم نبوت کی طرح حیات عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفع و نزول کا عقیدہ بھی اسلام کے بنیادی عقائد اور ضروریات دین میں شامل ہے۔ جو قرآن کریم کی نصوص قطعیہ، احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اور جس کو علمائے امت نے کتب تفسیر، شروح احادیث اور کتب علم کلام میں مکمل توضیحات و تشریحات کے ساتھ فرمادیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اسلامی عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ وہ حضرت مریم کے بطن مبارک سے محسن نجۃ جبراہیل سے پیدا ہوتے۔ پھر بنی اسرائیل کے آخری نبی بن کر مبعوث ہوتے۔ یہود نے ان سے بعض و معاوتوں کا معاملہ کیا۔ آخر کار جب ایک موقع پر ان کے قتل کی مذموم کوشش کی تو بحکم خداوندی، فرشتے ان کو اٹھا کر زندہ سلامت آسمان پر لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو طویل عمر عطا فرمادی اور قرب قیامت میں جب دجال کا ظہور ہو گا اور وہ دنیا میں فتنہ و فنا دپھیلا سے گا۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ قیامت کی ایک بڑی علامت کے طور پر نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ دنیا میں آپ کا نزول ایک امام عادل کی حیثیت سے ہو گا اور اس امت میں

آپ جناب رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہوں گے، اور قرآن و حدیث (اسلامی شریعت) پر خود بھی عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی اس پر چلائیں گے۔ ان کے زمانہ میں (جو اس امت کا آخری دور ہوگا) اسلام کے سوادنیا کے تمام مذاہب مٹ جائیں گے اور دنیا میں کوئی کافرنہیں رہے گا۔ اس لئے جہاد کا حکم موقف ہو جائے گا۔ نہ خراج وصول کیا جائے گا اور نہ جزیہ، مال و زر اتنا عام ہو گا کہ کوئی دوسرے سے قبول نہیں کرے گا۔ نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نکاح بھی فرمائیں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو جائے گی اور مسلمان آپ کی نماز جنازہ پڑھ کر حضور اقدس ﷺ کے روضہ اقدس میں دفن کر دیں گے۔ یہ تمام امور احادیث صحیحہ متواترہ میں پوری وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ جن کی تعداد ایک سو سے متجاوز ہے۔

### اسلامی عقیدہ کے اہم اجزاء:.....

اسلامی عقیدہ کے اہم اجزاء یہ ہیں:.....

- (۱) ..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول میں اور وہی سُجّح ہدایت ہیں۔ جن کی بشارت کتب سابقہ میں دی گئی ہے۔ وہ سچے نبی کی حیثیت سے ایک مرتبہ دنیا میں مبعوث ہو چکے ہیں۔
- (۲) ..... یہود بے ہبود کے نلپاک اور گندے ہاتھوں سے ہر طرح محفوظ رہے۔
- (۳) ..... زندہ بحمد عنصری آسمان پر اٹھائے گئے۔
- (۴) ..... وہاں بقید حیات موجود ہیں۔
- (۵) ..... قیامت سے پہلے اس کی ایک بڑی علامت کے طور پر بعضہ وہی سُجّح

ہدایت (حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام) نزول فرما کر تسبح مخلالت (دجال) کو قتل کریں گے۔ ان سے الگ کوئی اور شخص ان کی جگہ تسبح کے نام سے دنیا میں نہیں آئے گا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہودیوں کا نقطہ نظر یہودیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ تسبح ہدایت ابھی نہیں آیا اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نامی جس شخص نے اپنے آپ کو تسبح اور رسول اللہ کہا ہے۔ (نعمہ بالله) وہ جادو گر اور جھوٹا دعویٰ نبوت کرنے والا تھا۔ اسی لئے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بعض وعداوت کا معاملہ کیا اور ان کو قتل کرنے اور سوی پر چڑھانے کا منصوبہ بنایا۔ بلکہ ان کے بقول یہ منصوبہ پاکیہ تکمیل کو پہنچادیا۔ جیسا کہ ارشاد ہے:.....

وَقُولِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ (نَزَّلَ: ۱۵)“  
”اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا تسبح عیسیٰ ابن مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا۔“ (ترجمہ شیخ المہند)

دعویٰ قتل عیسیٰ بن مریم میں تو تمام یہود متفق ہیں۔ البتہ ان میں ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ قتل کئے جانے کے بعد اہانت اور تشہیر کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کو سوی پر لٹکایا گیا، اور دوسرا فریق کہتا ہے کہ سوی پر چار میخ کئے جانے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا گیا۔

(محاضہ علمیہ نمبر ۲ ص ۳۲ از حضرت قاری محمد عثمان صاحب)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مسیحی نقطہ نظر اور نصاریٰ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ تسبح ہدایت آچکے ہیں اور وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام ہیں۔ اس کے بعد ان میں دو فرقے بن گئے:

(۱) ..... ایک بڑا فرقہ یہ کہتا ہے کہ ان کو یہود نے قتل کیا۔ سوی پر چڑھایا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے زندہ کر کے ان کو آسمان پر اٹھالیا اور سولی پر چڑھایا جانا۔ عیسائیوں کے گناہوں کا سخارہ ہو گیا۔ اسی لئے عیسائی صلیب کی پوجا کرتے ہیں۔

(۲) ..... دوسرا فرقہ یہ کہتا ہے کہ بغیر قتل و صلب کے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔ پھر یہ دونوں فرقے بالاتفاق اس بات کے قائل ہیں کہ تجھ ہدایت میں قیامت کے دن جسم ناسوتی یا جسم لاہوتی میں خدا بن کر آئیں گے اور مخلوق کا حساب لیں گے۔

حاصل یہ کہ تمام یہود اور نصاریٰ کی بڑی اکثریت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت صلیب کی قائل ہے اور یہود و تمام نصاریٰ کو ایک تجھ ہدایت کا انتظار ہے۔ یہود کو تو اس وجہ سے کہ ابھی یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی اور نصاریٰ کو اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن برائے فیصلہ خلاف خدا کی شکل میں آنے والے ہیں۔ (محاضہ علمیہ نمبر ۲ ص ۲)

### تحفظ ختم نبوت کی اہمیت:.....

آپ ﷺ کی ختم نبوت میں امت مسلمہ کی وحدت کا راز مضمرا ہے۔ اس لئے اس مسئلہ میں چودہ سو سال سے بھی بھی امت دورائے کا شکار نہیں ہوئی۔ بلکہ جس وقت کسی شخص نے اس مسئلہ کے خلاف رائے دی امت نے اسے سلطان کی طرح اپنے جسم سے علیحدہ کر دیا۔ ختم نبوت کا تحفظ یا بالفاظ دیگر منکرین ختم نبوت کا استیصال دین کا ہی ایک حصہ ہے۔ دین کی نعمت کا انتہام آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس پر ہوا۔ اس لئے دین کے اس شعبہ کو بھی اللہ رب العزت نے خود آنحضرت ﷺ سے وابستہ فرمادیا اور سب سے پہلے خود آنحضرت ﷺ نے اپنے زمانہ میں پسیدا ہونے

والے جھوٹے مدعی نبوت کا استیصال کر کے امت مسلمہ کو اپنے عمل مبارک سے کام کرنے کا عملی نمونہ پیش فرمادیا۔ تحفظ ختم نبوت آنحضرت ﷺ کی سنت مبارکہ چنانچہ اسود عنسی کے استیصال کے لئے رحمت عالم ﷺ نے حضرت فیروز دلمبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور طلیحہ اسدی کے مقابلہ میں جہاد کی غرض سے حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔ یہ امت کے لئے خود آنحضرت ﷺ کا عملی بین ہے۔ امت کے لئے خیر و برکت اور فلاح داریں اس سے وابستہ ہے کہ ختم نبوت کے عقیدہ کا حجان جو کھوں میں ڈال کر تحفظ کرے اور منکرین ختم نبوت کو ان کے انجام تک پہنچائے۔ امت نے آنحضرت ﷺ کے اس مبارک عمل کو اپنے لئے ایسے طور پر مشتمل راہ بنایا کہ خیر القرون کے زمانہ سے لے کر اس وقت تک ایک لمحہ کے لئے بھی امت اس سے غافل نہیں ہوئی۔ طلیحہ اسدی نے اپنے ایک قاصدِ عم زاد کو حضور ﷺ کے پاس بیٹھ کر اپنی نبوت منوانے کی دعوت دی۔ طلیحہ اسدی کے قاصد کی بات سن کر رحمت عالم ﷺ کو بہت فخر دامن گیسر ہوئی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے تحفظ ختم نبوت کی پہلی جنگ کے پہلے سپ سالاں کے لئے اپنے صحابی حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمایا اور ان قبائل و عمال کے پاس جہاد کی تحریک کے لئے روانہ فرمایا جو طلیحہ کے قریب میں واقع تھے۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے علی بن اسد سنان بن ابو سنان اور قبیلہ قضا اور قبیلہ بنوورتا وغیرہ کے پاس پہنچ کر ان کو آنحضرت ﷺ کا پیغام سنایا اور طلیحہ اسدی کے خلاف فوج کشی اور جہاد کی ترغیب دی۔ انہوں نے لبیک کہا اور حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لٹکر تیار ہو کر واردات کے مقام پر پڑاؤ کیا۔ دشمن کو پہنچتے چلا۔ انہوں نے حملہ کیا۔ جنگ شروع ہوئی۔ لٹکر اسلام اور فوج محمدی نے ان کو ناکوں چونے چبوا دیئے۔ مظفر و منصور واپس ہوئے۔ ابھی حضرت ضرار

نبی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے راستہ میں تھے کہ آنحضرت ﷺ کا وصال مبارک ہو گیا۔ (تلخیص الحجۃ تبلیغ ص ۷۱ ج ۲)

عہد صدیقی ربی اللہ عنہ میں تحفظ ختم نبوت کی پہلی جنگ حضرت سیدنا حضرت صدیق اکبر ربی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی جنگ یامس کے میدان میں میلہ کذاب کے خلاف لڑی گئی۔ اس جنگ میں سب سے پہلے حضرت عکرمہ ربی اللہ عنہ پھر حضرت شریعتیل ربی اللہ عنہ بن حسنہ اور آخر میں حضرت خالد بن ولید ربی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے لشکر کی ہمایہ فرمائی۔ اس پہلے معرکہ ختم نبوت میں ۱۲ سو صحابہ کرام ربی اللہ عنہم اور تابعین حبیب اللہ شہید ہوتے۔ جن میں سات سورقات مجید کے حافظ و قاری تھے اور بہت سے صحابہ ربی اللہ عنہم بدریتیں تھے۔ سیدنا حضرت صدیق اکبر ربی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید ربی اللہ عنہ کو لکھا کہ میلہ کذاب کی پارٹی کے تمام بالغ افراد کو ب مجرم ارتدا د قتل کر دیا جائے۔ عورتیں اور کم سن لڑکے قیدی بنائے جائیں اور ایک روایت (البداية والنهاية ج ۶ ص ۳۱۰ اور طبری تاریخ الامم والملوک کی جلد ۲ ص ۳۸۲) کے مطابق مرتدین کے احرار کا بھی حضرت صدیق اکبر ربی اللہ عنہ نے حکم فرمایا۔ لیکن آپ کا فرمان پہنچنے سے قبل حضرت خالد بن ولید ربی اللہ عنہ معاهده کر چکے تھے۔ معاهده اس طرح ہوا کہ حضرت خالد بن ولید ربی اللہ عنہ نے میلہ کے ایک ساتھی مجام کو گرفتار کر لیا تھا۔ جنگ کے اختتام پر اسے قید سے رہا کر کے فرمایا کہ اپنی قوم کو قلعہ کھولنے پر تیار کرو۔ مجام نے جا کر عورتوں اور بچوں کو پہنچویاں بندھوا کر مسلح کر کے قلعہ کی فصیل پر کھڑا کر دیا اور حضرت خالد ربی اللہ عنہ کو یہ تاثر دیا کہ بہت سا لشکر قلعہ میں جنگ کے لئے موجود ہے۔ حضرت خالد ربی اللہ عنہ اور مسلمان فوج ہتھیار اتار چکے تھے۔ نبی جنگ کے بجائے انہوں نے چوتھائی مال و اساباب پر میلہ کی فوج

سے صلح کر لی۔ جب قعہ کھول دیا گیا تو وہاں عورتوں اور بچوں کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ تم نے دھوکہ دیا۔ اس نے کہا کہ اپنی قوم کو بچانے کی خاطر ایسا کیا۔ باوجود یہ معاہدہ دھوکہ سے ہوا۔ لیکن حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس معاہدہ کو برقرار رکھا۔ میلہ کذاب کو حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا اور بدایہ کی روایت کے مطابق طیبہ کے بعض مانے والوں کی خاطر بزادہ میں قیام کے دوران ایک ماہ تک ان کی تلاش میں پھرتے رہے۔ تاکہ آپ ان سے مسلمانوں کے قتل کا بدل لیں۔ جن کو انہوں نے اپنے ارتداد کے زمانہ میں اپنے درمیان رہتے ہوئے قتل کر دیا تھا۔ ان میں سے بعض (ٹیگی مرتدین) کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آگ میں جلا دیا اور بعض کو پتھروں سے کچل دیا، اور بعض کو پہاڑوں کی چوٹیوں سے پیچ گرا دیا۔ یہ سب کچھ آپ نے اس لئے کیا تاکہ مرتدین عرب کے حالات سننے والا ان سے عبرت حاصل کر سیں۔ (البداية ج ۲ ص ۱۱۶۶ اردو ترجمہ مطبوعہ نفسیں اکمیلی، کراچی)

آنحضرت ﷺ کے زمانہ حیات میں اسلام کے تحفظ و دفاع کے لئے جتنی جنگیں لڑی گئیں۔ ان میں شہید ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کل تعداد ۲۵۹ ہے۔ (رحمۃ للعلمین ج ۲ ص ۲۱۳ قاضی سلمان منصور پوری)

اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ و دفاع کے لئے اسلام کی تاریخ میں پہلی جنگ جو سیدنا حضرت صدیق ابیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں میلہ کذاب کے خلاف یمامہ کے میدان میں لڑی گئی۔ اس ایک جنگ میں شہید ہونے والے صحابہؓ اور تابعین رحمہم اللہ کی تعداد بارہ سو ہے (جن میں سے سات سورقات مجید کے حافظ اور عالم تھے) (ختم نبوت کامل ص ۳۰۳ حصہ سوم از مقتبی محمد شفیع)

رحمت عالم ﷺ کی زندگی کی کل کمائی اور گرال قدر ایسا شہزادہ حضرات صحابہ کرام

رسی اللہ تعالیٰ عنہ میں۔ جن کی بڑی تعداد اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے جام شہادت نوش کر گئی۔ اس سے ختم نبوت کے عقیدہ کی عظمت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

حضرت علامہ مولانا اور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

”حدیث کی خدمت بھی اللہ کی دین ہے، قرآن کی خدمت بھی بہت اہم خدمت ہے، تغیری کی خدمت بھی بہت بڑی ہے، تبلیغ کرنا بھی بہت اہم کام ہے۔ لیکن ختم نبوت کی حفاظت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سپرت کا تحفظ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کا تحفظ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کا تحفظ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کا تحفظ ہے، لیکن ذات کا تحفظ ان سب سے افضل ہے۔“

آپ فرماتے تھے: ”جس نے بھی ختم نبوت کے عقیدے کے لیے ایک گھنہ بھی کام کیا، اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت انشاء اللہ تعالیٰ ضرور نصیب ہو گی۔“

حکیم الامت شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں مولانا لال حسین اختر مزاہیت ترک کرنے کے بعد حاضر ہوئے مزاہی مبلغین کی مولانا لال حسین کے ہاتھوں شکست و ریخت کا من کر خوش کا اٹھار فرمایا دعا کے بعد فرمایا:

”مولانا آپ تحفظ ختم نبوت مزاہیت کی تردید کر کے عظیم دینی فریضہ سر انجام دے رہے ہیں یہ دونوں امور عبادت ہیں، ان میں شرک کا شائیہ نہ ہونا چاہیے یہونکہ جس عبادت میں شرک ہو اللہ تبارک و تعالیٰ اسے قبول نہیں فرماتے۔“

حکیم محمد اجمل خان کو ربوہ میں ہونے والی سالانہ ختم نبوت کا انفراس سے چند روز پہلے دل کا شدید دورہ پڑا، کمزوری سے اٹھا نہیں جاتا تھا، دوستوں نے کا انفراس جانے سے روکا لیکن آپ نے دلوک الفاظ میں فرمایا: جان جاتی ہے تو جائے میں

ضرور بالضرور جاؤں گا، کانفرنس کے اٹچ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا، مجھے بیماری نے اپنے شکنخے میں جکڑا ہوا، دوستوں نے کہا نہ جاؤ لیکن مجھے حضرت علامہ اور شاہ کشمیری رحمہ اللہ یاد آگئے شدید بیماری میں شاہ صاحب ڈا بھیل سے بہاولپور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے وکیل بن کر آئے تھے میں بھی کانفرنس میں لاہور سے ”ربوہ“ اپنے آقا خاتم المحسوس میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا وکیل بن کر آیا ہوں شاہ صاحب نے فرمایا تھا میرے نامہ اعمال میں کچھ نہیں میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا شفیع بنانے کے لیے بہاول پور آیا ہوں۔ میرے بھی نامہ اعمال میں کچھ نہیں میں بھی شفاعتِ محمدی ﷺ حاصل کرنے کے لیے ربوہ آیا ہوں، پھر فرمایا: گھر سے چلا تو میرے بیمار دل نے میرے قدم روکے، لیکن اچانک مجھے گنبدِ خسری میں دلِ مصطفیٰ ترپتا ہوا یاد آیا۔ میں نے کہا: میر ادل دھر کے یا نہ دھڑ کے لیکن میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دل نہ ترپے۔ میرے کروڑوں دل و جان حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر قربان۔

کراچی کے ڈاکٹر محمد شاہد صدیقی بتاتے ہیں:

”پہلے شیزان کی تشویہ بڑے زور و شور سے ہوا کرتی تھی میرا پہلے ارادہ تھا کہ شیزان کو اپنی دواغانے کی زینت بناؤں، لیکن ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کے مطالعہ کے بعد شیزان کو بالکل ترک کر دیا، میری اہمیہ کو شیزان تھے میں دی گئی تھی، میں نے اسے بہت برا بھلا کہا اور اس کو چکھاتک نہیں، اس کے عوض اللہ تبارک و تعالیٰ نے خواب میں دوبار روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرائی۔“

آنا شورش کشمیری جو قلم اور زبان کے دھنی تھے، ان کا قلم اور زبان دونوں

تحفظِ ختم نبوت کے لیے وقف تھے، شورش کا نوک قلم قادیانی لیگوں میں چھبتا اور

شورش کی شعلہ نوائیوں سے قادیانی کان جلتے، شورش کا ہفت روزہ "چھان" قادیانیت کی بیفارک روکنے کے لیے چھان تھا اور 1974ء کی تحریک ختم نبوت پلی اس وقت مسٹر ذوالفقار علی بھٹو ملک کے وزیر اعظم تھے، دوران تحریک آغا شورش کشمیری اپنے پیارے دوست مولانا تاج محمود کے ساتھ وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو سے ملنے اس ملاقات کی رواداد ہفت روزہ "چھان" ۱۹۷۹ء اکتوبر ۱۹۷۹ء میں موجود ہے، جو مسٹر بھٹو کی بیان کردہ ہے اس رواداد کی تلخیص یوں ہے مسٹر بھٹو کہتے ہیں: "شورش اپنے دوست مولانا تاج محمود کے ساتھ میرے پاس آئے شورش نے چار گھنٹے تک مسئلہ ختم نبوت اور قادیانیوں کے پاکستان کے بارے میں عقائد پر گفتگو کی، دوران گفتگو شورش نے ایک عجیب حرکت کی شورش نے باقوں کے دوران انتہائی جذباتی ہو کر میرے پاؤں پکڑ لیے شورش جیسے بہادر اور شجاع آدمی ایسی حالت میں دیکھ کر میں لرز اٹھا شورش کی عظمت کو دیکھ کر میں نے اسے اٹھا کر گلے سے لگ لیا، مگر وہ ہاتھ ملا کر پیچھے ہٹ گیا اور کہنے لگا "بھٹو صاحب ہم جیسی ذلیل قوم کسی ملک نے آج تک پیدا نہیں کی ہو گی کہ ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تاج و تخت ختم نبوت کی حفاظت نہ کر سکے، پھر شورش نے روئے ہوئے میرے سامنے اپنی جھوٹی پھیلاتے ہوئے کہا بھٹو صاحب میں آپ سے اپنے اور آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم المسلیین کی بھیک مانگتا ہوں اور آپ میری زندگی کی تمام خدمات اور نیکیاں لے لیں میں خدا تعالیٰ کے حضور خالی ہاتھ چلا جاؤں گا غذا کے لیے محبوب خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت کر دیجیے اور میری جھوٹی سمجھتے بلکہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جھوٹی سمجھو تجیئے۔"

اب اس سے زیادہ مجھ میں کچھ سننے کی تاب نہیں تھی میرے بدن میں ایک

جھر جھری سی آگی میں نے شورش سے وعدہ کر لیا کہ میں قادریانی مسئلہ ضرور بالاضرور حل کروں گا۔

## ختم نبوت کے پاسدار

☆.....سب سے پہلے محسن ختم نبوت:.....

حضرت سیدنا صدیق ابیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ جہاں پہلے صحابی رسول اور پہلے خلیفہ اسلام میں، وہاں آپ پہلے محافظ ختم نبوت میں، جنہوں نے سب سے پہلے سرکاری اور حکومتی سطح پر عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی کر کے منکرین ختم نبوت کا صفائی کیا۔

☆.....ختم نبوت کے پہلے محبادہ:

حضرت ابو مسلم خولاںی رحمہ اللہ تعالیٰ جن کا نام عبد اللہ بن ٹوب ہے اور یہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے وہ علیل القدر بزرگ ہیں جن کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے آگ کو اسی طرح بے اثر فرمادیا جیسے ابراہیم علیہ السلام کے لیے آتش نمرود کو گلزار بنایا تھا۔ یہ یمن میں پیدا ہوئے تھے، اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک ہی میں اسلام لاچکے تھے لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا موقع نہیں ملا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری دور میں یمن میں نبوت کا جھونٹا دعویدار اسود عنسی پیدا ہوا، جو لوگوں کو اپنی جھوٹی نبوت پر ایمان لانے کے لیے مجبور کیا کرتا تھا۔

اسی دوران اس نے حضرت ابو مسلم خولاںی رحمہ اللہ کو پیغام بھج کر اپنے پاس

بلایا اور اپنی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی، حضرت ابو مسلم رحمہ اللہ نے انکار کیا  
پھر اس نے پوچھا: ”کیا تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھتے  
ہو؟“ حضرت ابو مسلم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ..... ”ہاں۔“

اس پر اسود عُنْشی نے ایک خوفناک آگ دھکائی اور حضرت ابو مسلم رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ کو اس آگ میں ڈال دیا لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے لیے آگ کو  
بے اثر فرمادیا اور اس سے صحیح سلامت بدل آئے۔ یہ واقعہ اتنا عجیب تھا کہ اسود عُنْشی  
اور اس کے رفقاء پر بیت طاری ہو گئی اور اسود کے ساتھیوں نے اسے مشورہ دیا کہ  
ان کو جلاوطن کر دو، ورنہ خطرہ ہے کہ ان کی وجہ سے تمہارے پیروں کے ایمان میں  
کمزوری نہ آجائے، چنانچہ انہیں میں سے جلاوطن کر دیا گیا۔

میں سے بدل کر ایک ہی جائے پناہ تھی، یعنی مدینہ منورہ چنانچہ یہ سرکارِ دو عالم  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے چلے، لیکن جب مدینہ منورہ  
چنانچہ تو معلوم ہوا کہ آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روپوش ہو چکا ہے، آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال فرمائے ہیں، اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
خلیفہ بن چکے تھے انہوں نے اپنی اونٹی مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے  
دروازے کے پاس بٹھائی اور اندر آ کر ایک ستون کے پیچے نماز پڑھنی شروع کر دی  
وہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے، انہوں نے ایک ابُنی مسافر کو نماز  
پڑھتے دیکھا تو ان کے پاس آئے جب وہ نماز سے فارغ ہو گئے تو ان سے پوچھا:

”آپ کہاں سے آئے ہیں؟“

”میں سے“ حضرت ابو مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ”اللہ کے دشمن (اسود عُنْشی) نے

ہمارے ایک دوست کو آگ میں ڈال دیا تھا، اور آگ نے ان پر کوئی اثر نہیں کیا تھا، بعد میں ان صاحب کے ساتھ اسود نے کیا معاملہ کیا؟“

حضرت ابو مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا：“ان کا نام عبد اللہ بن ثوب بہے” اتنی دیر میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فرداست اپنا کام کرچکی تھی انہوں نے فرمایا：“میں آپ کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ ہی وہ صاحب ہیں”

حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:.....”جی ہاں۔“

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر فرط مسرت و مجت سے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور انہیں لے کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچے انہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور اپنے درمیان بٹھایا اور فرمایا：“اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے موت سے پہلے امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس شخص کی زیارت کرادی جس کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسا معاملہ فرمایا۔“

### ☆.....پہلے غازی ختم نبوت:.....

حضور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری زمانہ حیات میں یعنی وغیرہ کے نگران حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اسود عنسی نے دعویٰ نبوت کیا اور اپنا جھٹا بنا لیا، حضرت فیروز دلہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے اسود عنسی کو قتل کیا، اس لحاظ سے فیروز دلہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے غازی ختم نبوت ہیں۔

### ☆.....پہلے شہید ختم نبوت:.....

حضرت عبیب بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلمہ کذاب کے لوگ پکڑ کر لے

گھے، میلکہ کذاب نے حضرت جبیب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: "کیا آپ محمد رسول اللہ؟ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اللہ رب العزت کا رسول مانتے ہیں؟" جواب دیا: "ہاں مانتا ہوں۔" میلکہ نے دوسرا سوال کیا: "کیا تم مجھے رسول مانتے ہو؟" جواب میں صحابی رسول نے ارشاد فرمایا: "میرے کان تیری اس بات کو دعویٰ نبوت سننے سے انکار کرتے ہیں، میلکہ نے ان کا ایک بازو کاٹنے کا حکم دیا جو کاٹ دیا گیا، میلکہ نے اپنا سوال دھرایا مگر جواب وہی ملا، پھر دوسرا ہاتھ کاٹا گیا مگر سوال دھرانے پر جواب حُب ساخت تھا حتیٰ کہ حضرت جبیب بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم مبارک کے ٹکڑوں پر ٹکڑے کر کے انہیں شہید کر دیا گیا مگر ختم نبوت کے اس سب سے پہلے شہید نے جناب رسالت مأب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی رسالت کے بعد کسی اور کے لیے رسالت و نبوت کا جملہ سننے کے لیے اپنے کانوں کو آمادہ نہیں کیا۔

### ☆.....سب سے پہلے اسیر ختم نبوت:.....

حضرت عبد اللہ بن وہب الائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول ہیں آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی وفات کے وقت عمان میں تھے خبر سن کر روانہ ہوئے راستے میں میلکہ کذاب نے انہیں گرفتار کر لیا اس نے اپنی نبوت آپ پر پیش کی تو آپ نے تسليم کرنے سے انکار کر دیا تو میلکہ کذاب نے اس جسم (ختم نبوت پر ثابت قدی) میں انہیں قید میں ڈال دیا حضرت غالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میلکہ کذاب پر حملہ کیا تو حضرت عبد اللہ بن وہب الائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قید سے بخل کر حضرت غالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کے اس حصہ میں جا کر شامل جہاد ہوئے جو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمان میں جنگ کر رہا تھا اس لحاظ

سے آپ کو ختم نبوت کی خاطر سب سے پہلے گرفتار ہونے کی سعادت حاصل ہے۔

☆.....عہد نبوت میں ختم نبوت کی پہلی جنگ اور پہلے لشکر

کے سچے سالار:.....

طلیحہ اسدی نے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری زمانیہ حیات میں ختم نبوت کا دعویٰ کیا، ہزار لاگ اس کے گرد جمع ہو گئے اس نے اپنے قاصد حیال کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچ کر اپنے ختم نبوت منوانے کی دعوت دی طلیحہ کے قاصد کی بات سن کر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت فکرِ دامن گیسر ہوئی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تخفیط ختم نبوت کی پہلی جنگ کے لیے سچے سالار کے طور پر حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمایا اور ان قبائل و عمال کے پاس جہاد کی تحریک کے لیے روانہ فرمایا جو طلیحہ کے قرب میں واقع تھے حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی بن اسد، سنان بن ابو سنان، قبیلہ کسنہ اور قبیلہ بنو ورطہ وغیرہ کے پاس پہنچ کر انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام سنایا اور طلیحہ اسدی کے خلاف فوج کشی اور جہاد کی ترغیب دی انہوں نے لبیک کہا اور ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر تیار ہو کر واردات کے مقام پر پہنچا، دشمن کو پتہ چلا انہوں نے حملہ کیا، جنگ شروع ہوئی، لشکر اسلام اور فوجِ محمدی نے ان کو ناکوں چڑھنے چوادیے، مظفر و منصور واپس ہوئے ابھی حضرت ضرار رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے راستے میں تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا۔

☆.....سب سے آخری خبر:.....

جب حضرت فیروز دہلوی رضی اللہ عنہ نے اسود غنی کو قتل کیا تو رحمت دو عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وحی کے ذریعے حضرت فیروز دہلوی رضی اللہ عنہ کی کامیابی اور اسود عنی کے قتل کی خبر دی گئی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خبر سن کر خوشی کا اظہار فرمایا اس دنیا سے تشریف لے جاتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وحی کے ذریعے سب سے آخری غیر ملکی خبر جو سنی وہ جھوٹے مدعاً نبوت اسود عنی کے قتل کی خبر تھی۔

### ☆.....سب سے پہلی بشارت:.....

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسنا آرائے خلافت ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہ کے لئکر کو روانہ فرمادی ہے تھے، آپ یمن سے اسود عنی کے قتل کی تفصیلات پر مشتمل بشارت پہنچی اس لحاظ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سنبھالتے ہی سب سے پہلی جو غیر ملکی بشارت سنائی گئی، وہ جھوٹے مدعاً نبوت اسود عنی کے قتل کی تھی۔

### ☆.....پہلا حسن اتفاق:

اسود عنی کے قتل کے پذریعہ وحی خبر پر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کام کا اختتام فرمایا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وہاں سے اپنے کام کی ابتداء فرمائی، الحمد للہ!

### ☆.....سب سے پہلی غیبی تصدیق:

نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصار کے سرداروں میں سے تھے، ایک روز مدینہ طیبہ کے کمی راستے پر چل رہے تھے کہ یک زین پر گرے اور فرا وفات ہو گئی انصار کو اس کی خبر ہوئی تو

انہیں وہاں سے اٹھایا اور گھر لاتے اور چاروں طرف سے ڈھانپ دیا گھر میں کچھ  
النصاری عورتیں تھیں جوان کی وفات پر گریہ و زاری میں بتلا تھیں اور پھر مرد جمع تھے  
جب مغرب اور عشاء کا درمیانی وقت آیا تو اچانک ایک آواز سنی ”چپ رہو، چپ  
رہو“ لوگ حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے تھیں سے معلوم ہو یہ آواز اسی چادر کے  
تیچے سے آری ہے جس میں میت ہے، یہ دیکھ کر لوگوں نے ان کا منہ کھول دیا اس  
وقت یہ دیکھا گیا، زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے یہ آواز آری ہے:

”مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ الْأَكْبَرُ حَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا يَبْدِئُ بَعْدَهُ أَخٌ۔“  
یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نبی امی میں جو انبیاء کے  
ختم کرنے والے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

### تحفظِ ختم نبوت اور نجاتِ اخزوی:.....

حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ: وفات  
کے بعد خواب میں مجھے حضرت بخاری صاحب رحمہ اللہ کی زیارت ہوئی میں نے  
پوچھا: ”شاہ صاحب فرمائیے قبر کا معاملہ کیسا رہا شاہ صاحب نے فرمایا کہ“ بھائی یہ  
منزل بہت مشکل ہے آقا نے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کی برکت سے  
معافی مل گئی۔“

حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مولانا رسول غان  
جو پاکستان کے بہت بڑے محدث اور اتنا داکل میں انہوں نے فرمایا کہ آخرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جماعت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تشریف فرمادا  
میں، حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں (ایک طشت میں آسمانوں سے

ایک دتار مبارک لائی گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب صدق اکبر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ”اٹھو اور میرے پیٹے عطاء اللہ شاہ کے سر پر باندھ دو میں اس سے خوش ہوں اس نے میری ختم نبوت کے لیے بہت سارا کام کیا ہے۔“ مولانا رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود یا کسی اور صحابی کو کیوں حکم نہ دیا کہ بخاری صاحب کے سر پر دتار باندھ دو، بلکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کیوں حکم دیا، اس سے اس طرف اشارہ کرنا مقصود تھا کہ سب سے پہلے ختم نبوت کا تحفظ میلے کذاب کے زمانے میں حضرت صدق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا، اب پاکستان میں میلے پنجاب کا مقابلہ ختم نبوت کا تحفظ بخاری صاحب نے کیا، گویا ختم نبوت کا ایک محافظ دوسرے ختم نبوت کے محافظ کو دتار بندی کرادے۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت اسلام اور مسزاہیت کی ایک زبردست پھر تھی یہ نڑاؤ سرکوں پر بھی ہوا اور میدانوں میں بھی، لیکن اس معركہ حق و باطل کا فیصلہ کن راؤ نڈقوی اسمبلی میں لڑا گیا، مسزاہیت کی طرف سے قادیانی پیشوام رضا ناصر العین و مکیل بن کر آیا اور اہل اسلام کی طرف سے جو شخص پر سالار بن کر آیا، وہ صاحب مقام محمود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس و ختم نبوت کے محافظ مفتی محمود تھے، جن کے ایمانی اور رقانی دلائل کے سیlab کے سامنے رضا ناصر خس و خاش کی طرح بہہ گیا۔ اور پاکستان کی منتخب قومی اسمبلی قادیانیوں کو متنقہ طور پر کافر قرار دے دیا، اس فرزند اسلام کی وفات کے بعد ان کے ایک عقیدت مند نے انہیں خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ حضرت کیسے گزری آپ نے فرمایا ساری زندگی قرآن و حدیث کی تبلیغ میں گزری، اسلامی نظام نفاذ کے لیے کوشش و کاوش کی، وہ سب اللہ رب العزت کے ہاں بحمدہ تعالیٰ قبول ہوئیں مگر نجات اس محنت کی وجہ سے ہوئی، جو قومی اسمبلی میں مسئلہ ختم نبوت کے لیے کی تھی، ختم نبوت کی خدمت کے

### صدق اللہ تبارک و تعالیٰ نے بخش فرمادی۔

تمام علمائے کرام کی مسامی اور تحفظ ختم نبوت“ کے مقاصد و خدمات کے عومن  
اب ایک نظر ان آثار و نتائج پر بھی ڈال لینا پاہئے جو جماعت علمائے امت کی جہاد  
مسلم اور امت اسلامیہ کے اتفاق و تعاون کے تیجہ میں وقوع پذیر ہوئے:

(۱)..... پاکستان کی قوی اسلحی نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ علاوه از میں  
قریباً تیس اسلامی ممالک قادیانیوں کو کافر مرتد دائرہ اسلام سے خارج اور خلاف قانون  
قرار دے چکے ہیں۔

(۲)..... ختم نبوت کی تحریک پاکستان میں کامیاب ہوئی تو پوری دنیا پر  
قادیانیوں کا کفر و نفاق واضح ہو گیا۔ اور دنیا کے بعد تین ممالک کے مسلمان بھی  
قادیانیوں کے بدترین کفر سے واقف ہو گئے۔

(۳)..... بہاولپور سے مارتشس جوہانبرگ تک کی بہت سی عدالتیں  
نے قادیانیوں کے غیر مسلم اقیلت ہونے کے فیصلے دیئے۔

(۴)..... مجلس تحفظ ختم نبوت کی تحریک نے نہ صرف پاکستان کو بلکہ دیگر  
اسلامی ممالک کو قادیانیوں کے غلبہ اور سلطاط سے محفوظ کر دیا اور تمام دنیا کے مسلمان  
قادیانیوں کو ایک سازشی اور مرتدوں کے سچھ کران سے محاط اور چوکتا رہنے لگے۔

(۵)..... بے شمار لوگ جو قادیانیوں کے دام ہرنگ زمین کا شکار ہو کر مرتد  
ہو گئے تھے۔ جب ان پر قادیانیت کا کفر کھل گیا تو وہ قادیانیت کو چھوڑ کر دوبارہ  
دامن اسلام سے والبستہ ہو گئے۔

(۶)..... ایک وقت تھا کہ مسلمانوں کا ملازم پیشہ نوجوان طبقہ قادیانیوں سے  
بے حد مرعوب تھا۔ چونکہ قادیانی پاکستان میں اعلیٰ مناصب پر قابض تھے۔ اس لئے

وہ ایک طرف اپنے ماتحت عملے میں قادیانیت کی تبلیغ کرتے اور دوسری طرف اچھے مناصب کے لئے صرف قادیانیوں کا انتخاب کرتے۔ اس سے مسلمانوں کے نوجوان طبقہ کی صریح حق تلفی ہوتی اور بہت سے نوجوان اچھی ملازمت کے لائچ میں قادیانی مذہب کے ہمروں ہو جاتے تھے۔ اب بھی اگرچہ کلیدی آسامیوں پر بہت سے قادیانی فائز ہیں اور ملازمتوں میں ان کا حصہ مسلمانوں کی نسبت اب بھی زیادہ ہے۔ مگر اب قادیانیوں کے سامنے مسلمان نوجوانوں کا احساس کمتری ختم ہو رہا ہے اور نوجوانوں کی طرف سے مطالبے ہو رہے ہیں کہ قادیانیوں کو ان کی حسد رسدی سے زیادہ حکمی اور ادارے میں نشیط نہ دی جائیں۔

(۷) ..... قیام پاکستان سے ۱۹۴۷ء تک ”ربوہ“ مسلمانوں کے لئے ایک ممنونہ قصبہ تھا۔ وہاں مسلمانوں کے داخلہ کی اجازت نہیں تھی حتیٰ کہ ریلوے اور ڈاک خانہ کے سرکاری ملازموں کے لئے قادیانی ہونے کی شرط تھی۔ لیکن اب ”ربوہ“ کی علیینی ٹوٹ چکی ہے۔ وہاں اکثر سرکاری ملازم مسلمان ہیں۔ ۱۹۷۵ء سے مسلمانوں کی نماز باجماعت بھی ہوتی ہے اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے مدارس و مساجد دفتر و لاہبری ی قائم ہیں۔

(۸) ..... قادیانی اپنے مردوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے پر اصرار کیا کرتے تھے، لیکن اب مسلمانوں کے قبرستان میں ان کا دفن کیا جانا ممنوع ہے۔

(۹) ..... پاپورٹ، شاخی کارڈ اور فوجی ملازمتوں کے فارموں میں قادیانیوں کو اپنے مذہب کی تصریح کرنا پڑتی ہے۔

(۱۰) ..... پاکستان میں ختم نبوت کے خلاف کہنا یا لکھنا تعزیری جرم قرار دیا

جاچکا ہے

(۱۱) ..... سعودی عرب، لیبیا اور دیگر اسلامی ممالک میں قادیانیوں کا داخلہ

ممنوع ہے اور انہیں "عالم کفر کے جاسوس" قرار دیا جاچکا ہے۔

(۱۲) ..... مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے خلاف اب کشائی کی پاکستان

میں اجازت نہیں تھی، مگر اب صورت حال یہ ہے کہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمان نہیں  
کہہ سکتے۔

(۱۳) ..... قادیانی جو یروں ممالک میں یہ پروپیگنڈہ کیا کرتے تھے کہ:

پاکستان میں قادیانیوں کی حکومت ہے اور دارالخلافہ "ربوہ" ہے۔ وہ اس جھوٹ پر نہ

صرف پوری دنیا میں ذلیل ہو چکے ہیں، بلکہ خدا کی زمین اپنی فراخی کے باوجود ان پر

تنگ ہو رہی ہے۔ حتیٰ کہ قادیانی سربراہ کو لندن میں بھی چین نصیب نہیں۔ ربواہ کا نام

مرٹ کر اب "چتاب بیگز" ہے۔ آج قادیانی شہر کا نام مٹا ہے تو وہ وقت آیا چاہتا ہے

جب قادیانیت کا نشان بھی مٹے گا۔ انشاء اللہ العزیز!